# توہین رسالت کی سزا موت

## تاریخ، مذاہب اور قوانین اقوام کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ

## (پہلی قسط)

تحریر: عرفان خالد ڈھلوں، لیکچرار گورنمنٹ کالج شاہدرہ، لاہور

یہ مضمون خاصا طویل ہے جس میں فاضل مضمون نگار نے موضوع کے حوالے سے بڑی عرق ریزی سے مواد اکٹھا کیا ہے۔ طوالت کی وجہ سے چونکہ اس کی یکبارگی اشاعت مشکل تھی اس لئے ہم اس وقیع مضمون کو چند قسطوں میں اپنے قارئین تک پہنچانے کے قابل ہو سکیں گے۔ (ادارہ)

پاکستان میں ضابطۂ تعزیرات (Pakistan Penal Code) کی دفعہ 295-C کے تحت پیغمبر اسلام حضرت سیدنا محمد ﷺ کی توہین کے مجرم کو سزائے موت دینے کا قانون نافذ ہے۔ اس دفعہ کے تحت ایڈیشنل سیشن جج لاہور نے ۹۔فروری ۱۹۹۵ء کو توہین رسول ﷺ کا جرم ثابت ہونے پر گوجرانوالہ کے دو اشخاص سلامت مسیح اور رحمت مسیح کو موت کی سزا کا حکم سنایا تھا۔ یہ فوجداری مقدمہ میں سیشن عدالت کا ایک فیصلہ تھا لیکن اس واقعہ کو مغربی ذرائع ابلاغ نے خوب اچھالا۔ لاہور ہائی کورٹ میں ایڈیشنل سیشن جج کے حکم کے خلاف اپیل کے موقع پر مقدمہ کی کاروائی کو دیکھنے کیلئے مغربی ممالک سے پریس سے تعلق رکھنے والے بہت سے نمائندے اپنی ڈائریوں، ٹیپ ریکارڈرز اور کیمروں وغیرہ کے "اسلحہ" سے لیس ہو کر پاکستان پہنچے۔ کئی مغربی ممالک کی حکومتوں کے سرکردہ افراد نے اس موقع پر بیانات دے کر پاکستان کے عدالتی نظام پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی۔

مغربی پریس نے توہین رسول ﷺ پر سزائے موت کو ظالمانہ کہا اور اس فیصلہ کو مسلمانوں میں متشددانہ مذہبی رجحانات کا ایک نتیجہ قرار دیا۔ انسانی حقوق کی تنظیموں کو

کشمیر، بوسنیا اور چیچنیا وغیرہ جہاں معصوم و بے گناہ بچوں اور عورتوں سمیت مسلمانوں پر قیامت خیز مظالم ڈھائے جارہے ہیں، انسانی حقوق پامال ہوتے دیکھائی نہیں دیتے، لیکن ان تنظیموں نے عدالت کے اس فیصلہ کو انسانی بنیادی حقوق اور آزادی اظہار رائے کے خلاف اور پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کی مذہبی سالمیت کے لئے خطرے کا الارم قرار دیا۔

زیر نظر مقالہ میں انسانی تاریخ ، مختلف مذاہب اور مغربی ممالک کے قوانین کے حوالے سے توہین رسول ﷺ پر سزائے موت کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ دیکھا جاسکے کہ اس قانون کے خلاف جو پراپیگنڈا پایا جاتا ہے اس میں کتنی صداقت ہے۔

یہ مقالہ جن خطوط پر استوار کیا گیا ہے۔ان میں سے چند اہم درج ذیل ہیں۔

اسلام میں رسول کا مقام ، توہین رسالت کی تعریف ، توہین رسالت کی سزا کی ضرورت و اہمیت ، توہین رسالت اور اختلاف عقیدہ و مسلک ، اسلام اور دیگر مذاہب کا احترام ، توہین انبیاء اور عذاب الہی ، بنی اسرائیل کا اپنے انبیاء سے توہین آمیز سلوک اور عذاب الہی۔قدیم عراق ، قدیم مدائن ، قدیم مصر، قدیم یونان اور قدیم ایران میں توہین مذہب کا جرم اور اس کی سزا۔ یہودیت میں خدا، مذہب، رسالت یہودی احکامات، ہیکل، سبت اور عدالت وغیرہ کی توہین پر سزاؤں کی کیا نوعیت تھی اور ہے۔ مسیحت میں خدا، مسیح، صلیب اور بائبل وغیرہ کی توہین کے جرم کی کیا سزا ہے، ہندومت، سکھ مت وغیرہ میں توہین مذہب کے کیا قوانین ہیں۔ قبل از اسلام عربوں کا مذہبی شعائر کی توہین کے خلاف کیا رد عمل ہوتا تھا، مکہ کے عربوں میں توہین مذہب کی سزا کیا تھی، صدر اسلام میں گستاخان رسول ﷺ کی کاروائیاں اور پیغمبر اسلام کا عفو و در گزر، پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف سے عفو و در گزر کی مصلحتیں اور حکمتیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین رسالت کے مجرمین کیلئے بدعا، ان کو قتل کردینے کا حکم ، گستاخان رسول ﷺ کے خون کو ساقط اور انہیں مباح الدم قرار دینے کے نبوی فیصلے، توہین رسالت کے مجرم کی شرائط، سزا کے نفاذ کا اختیار کس کو۔ کیا حکمران یا امت توہین رسالت کے مجرم کو معاف کرنے کا حق رکھتی ہے؟ اھانت رسول ﷺ کفر ہے یا ارتداد : اس مسئلے پر فقہاء کے اختلافات کا تحقیقی تجزیہ ۔ جرم سے متعلق دیگر تفصیلات مثلاً مجرم مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ اگر مجرم مسلمان ہے تو کیا اس کو توبہ کیلئے کہا جائے گا۔ایسا کرنا واجب ہے یا مستحب ۔ کیا گستاخ مرتد کی توبہ قبول ہوگی۔ جرم

ثابت ہو مگر ملزم انکار کرے لیکن کلمہ نہ پڑھے۔ جرم ثابت ہو اور ملزم رجوع کر لے اور کلمہ پڑھ لے "مستامن ذمی"، معاہد، حربی اور غیر مسلم کی اصطلاحات اور عصر حاضر میں اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہری کی دستوری حیثیت، غیر مسلم توھین رسالت کا ارتکاب کرے تو اس کے احکام کی تفصیلات۔ کیا توھین رسالت کے مجرم کو قتل کے علاوہ کوئی اور سزا دی جاسکتی ہے؟ کیا گستاخ رسول ﷺ سے مناظرہ کیا جائے گا۔ کیا نبی پر قذف کی حد توبہ سے ساقط ہو جائے گی؟ توہین رسالت کی مرتکب اگر عورت ہو تو اس کے احکام کیا ہوں گے۔ توھین رسالت کا ارتکاب کے نتیجے میں ارتداد کے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ رجوع کر لینے سے کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ مغرب میں توھین مذہب کا قانون۔ برطانیہ، فرانس، سکاٹ لینڈ، جرمنی، آسٹریا اور امریکہ وغیرہ کے قوانین کا ایک جائزہ۔ عصری قوانین میں کن کی توھین پر سزا نافذ ہے۔ مثلا توھین عدالت، ھتک عزت، آئین کی توھین، قومی پرچم کی توھین، سربراہ مملکت کی توھین، ریاست سے غداری، قومی راز افشا کرنے کا جرم، توھین رسالت کی سزا اور حق آزادی اظہار رائے۔ مغرب میں آزادی اظہار اور مذہب توھین رسالت کے محرکات واسباب: تاریخ کے مختلف ادوار کی روشنی میں ایک جائزہ۔ عالم اسلام کے خلاف مغرب کی منصوبہ بندی۔ پیغمبر اسلام ﷺ اور مستشرقین۔ پاکستان میں توھین رسالت کے قانون کا ارتقاء۔ توھین رسالت کا قانون اور اقلیتوں کے خدشات۔ توھین رسالت کا قانون اور چند تجاویز یہ اور اس جیسے دیگر اہم موضوعات کو اس مقالہ میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ جس سے یہ بات بدلائل ثابت ہوتی ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت سیدنا محمد مصطفے ﷺ کی شانِ اقدس میں توھین کے مرتکب کو سزائے موت کا قانون نہ تو انوکھا اور نیا ہے، نہ یہ ظالمانہ قانون ہے اور نہ ہی یہ آزادی مذہب اور آزادی اظہار رائے کے منافی ہے۔

## اسلام میں رسول ﷺ کا مقام

اسلام میں رسول اکرم ﷺ کا مقام ومرتبہ اللہ تعالی کے بعد سب سے بالاہے۔ رسول اکرم ﷺ کی ذات نہ صرف وحی الہی کی شارح ہے بلکہ شارع بھی ہے۔ آپ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے الفاظ بھی منشائے باری تعالی ہیں۔ پیغمبر کی شخصیت ہر قسم کے گناہ اور

لغزش سے معصوم ہوتی ہے۔ گناہ اور لغزش سے عصمت صرف اور صرف پیغمبر کو حاصل ہے کسی اور انسان کو نہیں۔ اللہ تعالی سے محبت کا دعوی کرنے والے پر رسول اکرم ﷺ کی مکمل اطاعت اور پیروی ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (۱)

(اے نبی! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔

رسول اکرم ﷺ کی اطاعت ہر لحاظ سے غیر مشروط ہے آپ کے کسی حکم یا فیصلہ میں کسی شخص کی ذاتی پسند یا ناپسند نہیں چلے گی۔

قرآن مجید اس بات کو واضح طور پر بیان کرتا ہے:

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجربینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما (۲)

(اے محمد ﷺ) تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کرلیں۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو اپنی ذات اپنے والدین اور اپنی اولاد ہی نہیں بلکہ تمام انسانوں سے مقدم جانے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم (۳)

بلاشبہ نبی علیہ السلام تو اہل ایمان کیلئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین (۴)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کی اپنی ذات، اس کی اولاد، اس کے والدین اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو عرض کیا کہ اے نبی اللہ، میں آپ کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں سوائے اپنی جان کے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو فرمایا:

لن یومن احدکم احب الیه من نفسه
تم میں سے کوئی اس وقت ہر گز مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں۔

اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر قرآن مجید نازل کیا آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز و محبوب ہیں۔
اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الان یاعمر (۵)
ہاں اب ٹھیک ہے اے عمر

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا

قل ان کان اباءکم وابناءکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھاوتجارۃ تخشون کسادھاومساکن ترضونھا احب الیکم من اللّٰه ورسوله وجھادفی سبیله فتربصواحتی یأتی اللّٰهبامره. واللّٰهلایھدی القوم الفاسقین (٦)

(اے نبی!) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز واقارب اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑجانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں۔ تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی راہنمائی نہیں کرتا۔

یہاں نبی ﷺ سے جس محبت کا تقاضا کیا گیا ہے وہ والدین ، اولاد، بیوی اور دیگر رشتوں سے محبت کی نفی نہیں کرتی۔ یہاں طبعی اور غیر اختیاری محبت مراد نہیں ہے۔ والدین ، بیوی اولاد مال اور دیگر رشتوں کے احترام ، ان کے ساتھ محبت اور ان کے حقوق کی ادائیگی پر اسلام خودزور دیتا ہے۔ لیکن اسلام ایک مسلمان کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ ان تمام رشتوں کی محبت رسول اللہ ﷺ سے محبت اور اطاعت کی راہ میں رکاوٹ ہر گز نہ بنے۔ نبی سے محبت واطاعت ان رشتوں سے محبت پر مقدم ہے۔ اپنی ذات ، والدین ، بیوی ،اولاد اور مال وغیرہ سے محبت کہیں مسلمان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ

سے نافرمانی پر آمادہ نہ کردے۔ نبی کا حق یہ بھی ہے کہ ان کے ساتھ ویسی ہی محبت کی جائے جو انسان اپنی ذات، اپنے والدین، اولاد و مال سے کرتا ہے بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر محبت رسول ﷺ سے کرے۔ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ محبت میں ان تمام رشتوں کی محبتیں جمع ہو گئی ہیں اور عملی زندگی میں جہاں بھی ترجیح اور قربانی کا وقت آن پڑے تو ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی ذات سمیت ہر چیز کی محبت کو نبی کی محبت پر قربان کردے۔

اسلام رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہی فرض نہیں کرتا بلکہ ان کا ہر لحاظ سے مکمل ادب واحترام بھی لازم قرار دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں ذرہ برابر بے ادبی اور آپ کی ذات کے بارے میں خفیف سی بدگمانی بھی ایک مسلمان کیلئے دنیا اور آخرت دونوں میں ناکامی و نامرادی کا سبب بن سکتی ہے اور اس کے زندگی بھر کے تمام نیک اعمال غارت ہو سکتے ہیں۔

اسلام رسول اکرم ﷺ کے ادب واحترام کے بارے میں اس قدر محتاط رہنے کی تلقین کرتا ہے کہ اپنی آواز بھی رسول اللہ ﷺ کی آواز سے پست رکھی جائے۔ ان کی آواز سے بلند آواز کرنا نیکی کے تمام اعمال ضائع ہو جانے کیلئے کافی ہے۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ دونوں اپنی اپنی رائے ظاہر کر رہے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے تھے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ قعقاع بن معبد کو اس وفد کا امیر بنائیے اور حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ نہیں اقرع بن حابس کو اس وفد کا امیر بنائیے۔ اس دوران ان دونوں کی آوازیں کچھ بلند ہو گئیں (۷) اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی:

**یاایھاالذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (۸)**

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اور نہ نبی کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو۔ جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے:

**ان الذین یغضون اصواتھم عندرسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم**

للتقوی لهم مغفرة واجر عظیم(٩)
جولوگ رسول ﷺ خدا کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست رکھتے ہیں در حقیقت وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقوی کیلئے جانچ لیا ہے۔ ان کیلئے مغفرت ہے اور اجر عظیم۔
نبی اکرم ﷺ کے اس فانی دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد بھی مندرجہ بالا آیات کا حکم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ذکر مبارک نہایت ادب واحترام سے کیا جائے۔ جہاں کہیں آپ کا ذکر ہو رہا ہو، آپ کی احادیث سنائی جارہی ہوں یا آپ کی شان میں نعت کہی جارہی ہو تو اسے خاموشی اور احترام سے سنا جائے اور شور نہ کیا جائے۔ اگر کسی کو نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضری کا شرف حاصل ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ وہاں بھی اپنی آواز کو پست رکھے: نبی اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد بھی آپ کا احترام کرنا اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ کی حیات مبارکہ میں آپ کا احترام مسلمانوں پر فرض تھا۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے:
ان حرمة النبی صلی اللہعلیه وسلم بعد موته وتوقیره وتعظیمه لازم کماکان حال حیاته(١٠)
نبی اکرم ﷺ کا احترام اور عزت و تعظیم آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ کی زندگی میں تھی۔
عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور ایک مرتبہ مسجد نبوی گیا وہاں اس نے با آواز بلند گفتگو کی۔ اس وقت وہاں امام مالک بھی موجود تھے۔ امام مالک نے بلا جھجک وخوف حاکم وقت ابو جعفر کو تنبیہ کی اور کہا:
یاامیرالمؤمنین لا ترفع صوتک فی هذا المسجد فان الله ادب قوما فقال (لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی)(١١)
اے امیر المؤمنین! اس مسجد میں اپنی آواز کو بلند نہ کریں۔ اللہ تعالی نے ایسا کرنے والی قوم کو اس آیت میں ادب سکھایا ہے: (اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند مت کرو)
اس سارے ادب واحترام کی وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک انسان اور اللہ کا بندہ ہونے کے باوجود عام انسانوں کی طرح نہیں ہیں۔ ان پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ وہ مصطفی تھے۔ آپ کے ساتھ سلوک اور برتاؤ عام انسانوں جیسا نہیں ہوگا بلکہ ان

سے بہت بڑھ کر ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے:

قل انما انابشرمثلکم یوحی الی (۱۲)

اے نبی کہہ کہ میں تم جیسا انسان ہوں مگر میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

قرآن مجید مسلمانوں کو اس امر کا بھی پابند بناتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کو اگر مخاطب کرنا ہو تو انہیں اس طرح نہ بلاؤ جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہوا۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ سے ملنے کیلئے آئے انہوں نے آپ کے گھر کے دروازے کے باہر کھڑے ہو کر آوازدی کہ اے محمد، اے محمد ہمارے لئے باہر آئیے۔ اس پر اللہ تعالی نے ان کے اس فعل کی مذمت کی اور کہا:

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا (۱۳)

مسلمانو! اپنے درمیان رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کا بلانا نہ سمجھ بیٹھو۔

لہذا تذکروں اور تحریروں میں اللہ کے نبی ﷺ کا ذکر مبارک کسی عام لیڈر یا عام انسان کے ذکر کی طرح نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے کہ دوسروں کے برعکس نبی اکرم ﷺ کے ادب واحترام اور اطاعت وپیروی میں ہی ایک مسلمان کیلئے دنیا و آخرت میں کامیابی ونجات ہے۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کہیں جارہے تھے۔ ایک شخص نے پکارا اے ابوالقاسم! نبی اکرم ﷺ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اس لئے کہ آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے آپ کو نہیں بلکہ اس فلاں شخص کو بلایا ہے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے اپنی کنیت ابوالقاسم رکھنے کی ممانعت فرمادی۔

سموا باسمی ولا تکنوابکنیتی (۱۴)

میرا نام رکھ لیا کرو اور میری کنیت مت رکھو۔

حضرت انسؓ نے مندرجہ بالاحدیث روایت کی ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ اس نے اپنے بیٹے کا نام قاسم رکھا۔ ہم نے اس سے کہا کہ ہم اسے ابوالقاسم کی کنیت سے نہیں پکاریں گے جب تک کہ نبی ﷺ سے دریافت نہ کرلیں۔ پس نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سموا باسمی ولا تکنوابکنیتی (۱۴)

میرا نام رکھ لیا کرو اور میری کنیت مت رکھو۔

لوگ اپنے بچوں کے نام محمد رکھتے ہیں۔ پھر وہ جب اپنے بچوں کو پکارتے ہیں تو کہتے ہیں او محمد، اے محمد وغیرہ وغیرہ اس طرز عمل سے بھی نبی اکرم ﷺ کے اسم مبارک کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ اس امر کو ناپسند فرماتے تھے کہ آپ کا نام رکھ لیا جائے اور پھر اس کی عزت و توقیر نہ کی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

تسمون اولادکم محمداً ثم تلعنونهم (۱۵)

تم اپنے بچوں کے نام محمد رکھتے ہو پھر ان کو لعنت کرتے ہو۔

حضرت عمرؓ نے کوفہ والوں کو حکم نامہ بھیجا تھا جس میں نبی اکرم ﷺ کا نام رکھنے سے منع کیا گیا تھا (۱۶) حضرت عمرؓ نے اپنے بھتیجے محمد بن زید بن الخطاب کا نام تبدیل کر کے عبدالرحمن رکھ دیا تھا تاکہ نبی کے نام کی توھین نہ ہو (۱۷)

حضرت عمرؓ کے اس ذاتی فعل سے نبی اکرم ﷺ کا نام مبارک رکھنے سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ بہت سے صحابہ کرام ﷺ نے اپنے بچوں کا نام نبی اکرم ﷺ کے نام پر محمد رکھا۔ ایک یہ روایت بھی آتی ہے کہ اللہ کے نبی نے حضرت علیؓ کو اس سلسلے میں اجازت دی تھی (۱۸) یہ اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ابوالقاسم کنیت رکھنے کی جو ممانعت فرمائی تھی وہ کراہت کے سبب سے تھی۔ اس سے ابوالقاسم کنیت رکھنا حرام ثابت نہیں ہوتا۔ اور بہت سارے صحابہ کرام نے اپنی کنیت ابوالقاسم رکھی اور اپنے بچوں کا نام محمد رکھا۔ مثال کے طور پر حضرت طلحہ بن عبداللہ وغیرہ (۱۸-۱)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا ہے اور کنیت ابوالقاسم رکھی ہے۔ مجھ سے ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا

ماالذی احل اسمی وحرم کینتی (۱۸.۲)

کیا سبب ہے کہ میرا نام رکھنا درست ہو اور کنیت رکھنا درست نہ ہو۔

لہذا بچوں کا نام محمد رکھنے میں ممانعت نہیں ہے البتہ یہ بات ضرور مد نظر رہنی چاہیے کہ اگر کسی کا نام محمد ہو تو اسے اس انداز سے نہیں پکارنا چاہیے جس سے نبی کے نام کی

توھین ہوتی ہو۔ اس شخص کواس کے بچے، باپ یا کسی اور چیز کی نسبت سے پکارا جاسکتا ہے۔

پیغمبر کے ادب واحترام کے بارے میں جتنی سخت تاکید کے ساتھ اسلام کے احکامات ہیں اتنے کسی دوسرے مذہب کے نہیں ہیں۔ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالی کے آخری نبی ہیں۔ آپ کی شریعت آخری قانون الہی ہے اور آپ کی تعلیمات تمام انبیاء کرام کی تعلیمات جامع ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کی ذات ہر رشتہ اور ہر چیز سے بالا اور مقدم ہے۔ روزمرہ زندگی کا مشاہدہ ہے کہ کوئی شخص اپنی توھین برداشت نہیں کرتا۔ بچہ اپنے والدین کو دی جانے والی گالی پر غصہ میں آجاتا ہے۔ نوجوان اپنی بہن کو گالی پر مرنے مارنے کو تیار ہوجاتا ہے۔ اور بوڑھا باپ اپنی بیٹی کے بارے میں کسی قسم کا غلط حرف ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کرتا۔ اگر ایک عام شخص اپنے قریبی رشتہ داروں کی توھین برداشت نہیں کرسکتا تو ایک مسلمان کے لئے اپنے پیغمبر کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کو برداشت کرنا کس طرح ممکن ہے۔ جبکہ پیغمبر کی ذات اس کے نزدیک اس کی اپنی ذات اپنے والدین، قریبی رشتہ دار حتی کہ تمام انسانوں پر مقدم ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی ذات اور آپ کے منصب رسالت کا احترام کرنا اور معاشرے میں ان کے احترام کو قائم رکھنا دونوں ہی مسلمان کے ایمان میں داخل ہیں۔ اگر ایک مسلمان خود تو نبی کا احترام کرتا ہو لیکن نبی کی شان اقدس میں کسی قسم کی گستاخی پر اسے روکنے کی قدرت رکھنے کے باوجود خاموش رہے تو اس کا یہ طرز عمل تقاضائے ایمانی اور غیرت دینی کے خلاف ہے اور توھین رسول اللہ ﷺ کے جرم میں شرکت اور معاونت ہے۔

**توھین رسول سے مراد:** توھین رسول سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی قسم کی علامت "اشارہ، تحریر، تصویر یا قول کے ذریعے پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات وصفات اور آپ کے منصب رسالت کے مقام ومرتبہ کو بدنیتی اور توھین آمیز رویہ سے کم کرنے کی کوشش کرنا یا اس میں ایسی زیادتی کی کوشش کرنا جو شرعاً جائز نہ ہو۔

توھین رسول ﷺ کے کئی پہلو ہوسکتے ہیں:

i۔ **نبی اکرم ﷺ کے مرتبہ میں کمی کرنا:** مثلاً یہ کہنا کہ انہوں نے بکریاں چرائیں۔یتیم بچہ(۱۹)

## ii کسی عیب کو آپ ﷺ سے منسوب کرنا

(الف) کسی عیب کو آپ کے دین سے منسوب کرنامثلاًتارک نماز،مانع زکواۃ، تارک صوم۔

(ب) کسی عیب کو آپ کی تخلیق سے منسوب کرنامثلاً کالا، نابینالنگڑاوغیرہ کہنا۔

قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ ابو محمد بن ابی زید نے ایک ایسے شخص کے قتل کا فتوی دے دیا تھا جو لوگوں کے ایک ایسے گروہ کے پاس موجود تھا جو نبی ﷺ کا ذکراور آپ کی صفات بیان کر رہے تھے اتنے میں ان کے پاس سے ایک شخص گزرا جس کا چہرہ نہایت بدصورت تھا۔ اس شخص نے لوگوں سے کہا تم نبی اکرم ﷺ کی صفات جاننا چاہتے ہو تو اس شخص کو دیکھ لو۔(۲۰)

(د) کسی عیب کو آپ کے اخلاق وعادات سے منسوب کرنا۔ مثلاً بخیل، بزدل، احمق کہنا(۲۱)

## iii آپ کی صفات میں سے کوئی صفت تبدیل کرنا(۲۲)

## iv آپ کے ذکرمبارک کوموقع ومحل کی مناسبت کے بغیر کرنا

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک شخص سے کہا کہ وہ ان کیلئے ایک ایسا سیکرٹری ڈھونڈے جس کا باپ عربی ہو۔ سیکرٹری نے بعد میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کے باپ کافر تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا تم نے اسے بطور مثال ذکر کیا ہے۔ آپ نے اسے معزول کردیا اور اسے سزادی(۲۳)

ایک شخص نے دوسروں سے کہا تم میری فقیری کا مذاق اڑاتے ہو حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے بھیڑ بکریاں چرائی تھیں۔امام مالک نے ایسے شخص کے خلاف فتوی دیا کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کا ذکرموقع ومناسب کے بغیر کیا تھا ایسے شخص کو سزادی جائے(۲۴)

v **آپ کی کسی سنت کو چھوٹا اور حقیر بیان کرنا:** مثلاً کسی کو یہ بتلایا جائے کہ نبی اکرم ﷺ جب کھانا تناول فرمالیتے تو آپ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔وہ شخص جواب میں یہ کہے کہ ایسا کرنا تو آداب کے منافی ہے(۲۵)

vi آپ کی ذات کے ساتھ کسی ایسی چیز کا اضافہ کرنا جو ان کے ساتھ جائز نہ ہو: ایسی چیز کو ان سے منسوب کرنا جو ان کے منصب کے لائق نہ ہو(۲۶)

vii **آپ کے حق میں تخفیف کرنا:** مثلاً نبی اکرم ﷺ نے ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے کوئی شخص یہ کہے کہ وہ نبی کے منع کرنے کی پرواہ نہیں کرتا(۲۷)

viii **گالی دینا، لعنت کرنا، طنز کرنا، تمسخر اڑانا:** گالی دینا، تمسخر اڑانا تو بہت دور کی بات ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ ایسی کوئی روایت بیان نہیں کی جائے گی جس میں نبی اکرم ﷺ کی ہجو کہی گئی ہو۔ نہ اس کی کتابت کی جائے گی نہ اس کی قرأت کی جائے گی(۲۸)

قاضی عیاض نے ابو عبید القاسم بن سلام کا قول نقل کیا ہے کہ جس کسی نے ایسے شعر کا ایک مصرعہ بھی حفظ کیا جس میں نبی اکرم ﷺ کی ہجو کی گئی ہو اس نے کفر کیا۔(۲۹)

ix **نبی اکرم ﷺ سے جھوٹ منسوب کرنا:** مثلاً جھوٹی احادیث وضع کرنا۔ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ بعض فقہاء کرام نے جھوٹی احادیث گھڑنے والوں کو ملحدین سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ ملحدین باہر سے دین کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ کذاب اور واضعین حدیث اندر سے دین میں فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں(۳۰)

xi **نبوت کا دعوی کرنا:** کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ وہ خود یا کوئی اور شخص بھی نبی کے ساتھ نبوت میں شریک ہے وحی ان دونوں کی طرف نازل ہوتی ہے(۳۱)

نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا انکار کرنا اور کہنا کہ وہ نبی نہیں ہیں یا قرآن ان پر نازل نہیں ہوا(۳۲) کوئی شخص یہ کہے کہ نبوت ایک کسبی عمل ہے اور محنت و کسب کر کے نبوت حاصل کی جا سکتی ہے(۳۳)

xii کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبی اکرم ﷺ کی عزت کرنا واجب نہیں ہے۔ یا وہ کسی دوسرے شخص کو نبی کی توھین کرتے ہوئے دیکھتا ہے یا سنتا ہے اور وہ اس پر قدرت رکھنے کے باوجود اسے اس کام سے نہ روکے(۳۴)

## xiii ازواج رسول ﷺ میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرنا:

اس لئے کہ ازواج رسول نبی اکرم ﷺ کی عزت ہیں۔

اگر کوئی لفظ یا جملہ ایسا مجمل ہو کہ اس سے نبی یا کسی اور شخص کا احتمال ہوتا ہو تو ایسے مجمل کلام کو توھین رسالت کے تحت لانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ ایسا کرنے کیلئے کوئی قرینہ پایا جائے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے: اللہ نے عرب پر لعنت کی، بنی اسرائیل پر لعنت کی اور بنی آدم پر لعنت کی۔ اور وہ یہ کہتا ہے کہ اس کی اس سے مراد انبیاء نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد ظالم لوگ ہیں۔ ایسے شخص کو مجمل اور مبہم بات کہنے پر تادیب دی جائے گی اس لئے کہ اس کے کلام میں نبی کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ (۳۵)

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس نے جو الفاظ کہے ہیں اسے نہیں معلوم تھا کہ اس سے توھین رسالت ہوتی ہے یا یہ کفریہ جملے ہیں تو اس کا عذر جہالت ولاعلمی قبول نہیں ہوگا(۳۶) اسی طرح اگر کوئی یہ کہے کہ زبان کی لغزش سے توھین آمیز الفاظ ادا ہوگئے ہیں۔ اس کا یہ دعوی بھی مسترد ہے اور ظاہر پر حکم نافذ ہوگا(۳۷) اگر کسی نے دوسرے کو بدزبانی سے پکارا جس کا نام محمد یا احمد یا اس کی کنیت ابوالقاسم ہے اور اس وقت اس کے ذہن میں نبی اکرم ﷺ کا نام تھا تو یہ توھین رسالت ہوگی(۳۸)

**توھین رسالت اور مسلمانوں کے فروعی اختلافات:** کسی شخص کے قول یا فعل کو توھین رسالت کے تحت لانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس شخص کی نیت نبی اکرم ﷺ کی توھین کرنے کی ہو۔ کسی فعل کے جرم ثابت ہونے کیلئے ارادہ بد کا پایاجانا لازم ہے۔ ملزم کے اقرار یا حالات وقرائن سے اس کا ارادہ ونیت ثابت ہوسکتی ہے۔

ایسے تمام فروعی مسائل واختلافات جو نبی اکرم ﷺ کی ذات وصفات کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف مسالک کے مابین پائے جاتے ہیں وہ توھین رسالت کے موضوع سے خارج ہیں۔ ان اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے پر گستاخ رسول کا الزام لگانا غلط ہے۔ اس لئے کہ جو مسلمان بھی نبی اکرم ﷺ کے بارے میں جس طرح کے خیالات رکھتا ہے وہ انہیں نبی اکرم ﷺ سے عقیدت ومحبت پر مبنی ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ اور ان خیالات

میں اس کی نیت نبی اکرم ﷺ کی شان کو کم کرنا نہیں ہوتی۔(:×:)

**توھین رسالت اور غیر مسلم کے عقائد:** اگر کوئی غیر مسلم شخص اپنے انبیاء کے بارے میں ایسے عقائد رکھے جو دین اسلام کی رو سے سراسر خلاف واقعہ ہوں اور ان انبیاء کی شان میں توھین کے زمرے میں آتے ہوں تو اس کے اپنے مذہب اور اپنے نبیوں کی حد تک اس کے عقائد وخیالات جن کا وہ اظہار کرے ، وہ توھین رسالت کے تحت نہیں آئیں گے۔ کیونکہ ایسے عقائد وخیالات سے اس کا مقصد اپنے نبیوں کی عظمت اور بڑائی بیان کرنا ہے ان کی توھین کرنا نہیں۔ مثلاً یہودی اور مسیحی حضرات مختلف انبیاء کرام حضرت نوح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام حضرت موسی علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام ، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت

---

(:×:) فاضل مضمون نگار کی اس رائے اور اب تک کے اوپر والے بیان میں تضاد ہے۔ ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں کہ اگر کوئی آدمی لاعلمی یا زبان کی لغزش سے توھین آمیز کلمات بولتا ہے تو بھی یہ توھین رسالت پر ہی محمول ہوگا اور اس کا عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ اسی طرح لکھ آئے ہیں کہ ایسا مجمل لفظ یا جملہ بولنا جس میں توھین کا احتمال ہو وہ بھی توھین رسالت میں متصور ہوگا مگر یہاں توھین رسالت کو نیت کے ساتھ مشروط ٹھہرا رہے ہیں۔ ظاہر ہے "راعنا" کہنے میں صحابہ کی توھین کی نیت تو نہیں ہوتی تھی مگر اس سے توھین رسالت کے احتمال کی وجہ سے منع فرمایا گیا۔ سورہ بقرہ کی آیت کریمہ ۱۰۴ (یاایھاالذین آمنوالاتقولوراعناوقولواانظرناالخ) سے صاف ظاہر ہے کہ مرتبہ رسالت کا ادب صرف معنوی حیثیت سے ہی نہیں، لفظی حیثیت سے بھی ضروری ہے۔ اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ جن الفاظ سے احتمال بھی اہانت کا نکلتا ہو، ان سے احتیاط لازم ہے۔

وھذا دلیل علی تجنب الالفاظ المحتملة التی فیھاالتعرض للتنقیص (ابن عربی)

باقی رہا یہ مسئلہ کہ کوئی لفظ یا جملہ کب اہانت اور تنقیص کے زمرے میں آتا ہے تو یہ اتنا اہم مسئلہ نہیں۔ ہر زبان کا اپنا ایک انداز اور محاورہ ہوتا ہے۔ اس زبان کے روزمرے اور محاورے کی روشنی اور سیاق کلام سے ہی اس لفظ یا جملے کے مفہوم کا تعین کیا جائے گا۔

(ایڈیٹر)

یحیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہ السلام کے بارے میں جو عقائد رکھتے ہیں۔ اور جو واقعات ان سے منسوب کرتے ہیں اسلام کی رو سے سخت قابل اعتراض ہیں لیکن یہ سب قابل اعتراض باتیں اور واقعات ان کے اپنے مذہب میں عقیدہ وایمان ہیں۔

لیکن پیغمبر آخر حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں توھین آمیز قول وفعل پر غیر مسلم کی یہ بات تسلیم نہیں کی جائے گی کہ اس کی نیت توھین کرنے کی نہیں (۳۹) لہذا اگر کسی غیر مسلم نے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی یا ان کے بارے میں خلاف واقعہ بات کہی تو وہ توھین رسالت کا مرتکب ٹھہرے گا خواہ اس کے اپنے مذہب میں ایسا کرنا جائز ودرست ہو (۴۰)

ایک دفعہ حضرت عمرؓ اپنے عہد خلافت میں شام جاتے ہوئے قسطنطین ٹھہرے جہاں مقامی لوگوں کے ساتھ ایک معاہدہ طے پاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے وہاں عوام سے خطاب کیا اور فرمایا:

**الحمدللّٰہأحمده وأستعينه من يهدهاللّٰہفلامضل له ومن بفضلله فلاهادى له**

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے استعانت چاہتا ہوں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اللہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

اتنے میں ایک نبطی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ اللہ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے بتاؤ یہ شخص کیا کہتا ہے۔ لوگوں نے کہا اس کا خیال ہے کہ اللہ کسی کو گمراہ نہیں کرتا

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

**انا لم نعطک الذی اعطیناک لتدخل علینا فی دیننا والذی نفسی بیده لئن عدت لا ضربن الذی فیه عتیاک**

جو ہم نے تم لوگوں کو دیا ہے (یعنی معاہد) وہ اس لئے نہیں دیا کہ تم ہمارے دین کے بارے میں ہمارے ساتھ بحث کرو۔ قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم نے اپنی بات کو دہرایا تو میں تمہاری گردن قلم کردوں گا۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد ابن تیمیہ لکھتے ہیں یہ حضرت عمرؓ تھے جنہوں نے مہاجرین و

انصار صحابہؓ کی موجودگی میں معاہدہ کرنے والوں کو کہا کہ ہم نے تمہارے ساتھ اس لئے عہد نہیں کیا کہ تم ہمارے دین میں دخل اندازی کرو۔ حضرت عمرؓ نے قسم کھائی کہ اگر اس شخص نے دوبارہ ایسا کہا تو اس کی گردن اڑادی جائے گی۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس بات پر اجماع صحابہ ہے کہ جس قوم کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ ہو ان کو اس امر کی اجازت نہیں ہے کہ دین اسلام پر اعتراض کریں۔ اور سب سے بڑا اعتراض ہمارے نبی اکرم ﷺ کو گالی دینا ہے (۴۱)

## توھین انبیاء اور عذاب الٰہی:

قبل اس کے کہ تاریخ اور عصر حاضر کے تناظر میں مختلف مذاہب عالم اور قوانین ممالک میں توھین اور ہتک کے قانون کا جائزہ لیا جائے، یہ دیکھتے ہیں کہ انبیاء کرام کی توھین کرنے والی قوموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کیا سلوک رہا ہے۔ قرآن مجید ماضی کی اقوام کے احوال وواقعات معلوم کرنے کا صحیح ترین ماخذ ہے۔ قرآن مجید یہ بتاتا ہے کہ ماضی میں جن قوموں نے بھی اپنے انبیاء کی توھین کی اور ان کا مذاق اڑایا وہ عذاب الٰہی سے دوچار ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کرام کا یہ طریقہ رہا ہے کہ انہوں نے لوگوں پر اس امر میں کسی قسم کے جبر سے کام نہیں لیا کہ لوگ ان پر ضرور ایمان لائیں۔ حق کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار انسان کو حاصل ہے۔ اگر کوئی فرد یا قوم اللہ تعالیٰ کے نبی کی تعلیمات کو نہیں مانتی تو نہ ماننے والے اپنے مذہب پر قائم رہے۔ لیکن جو نبی پر ایمان بھی نہ لائے اور نبی کی توھین بھی کرے اس کے ساتھ تصادم کی پالیسی اپنائے تو ایسا شخص یا قوم دوہرے جرم کا ارتکاب کرتی ہے۔ ماضی میں جب کسی قوم کی طرف سے نبی کے ساتھ توھین اور تصادم کی انتہا ہوگئی تو اس پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔

قرآن مجید یہ بھی بتاتا ہے کہ انبیاء کرام کا انکار اور ان کی توھین کرنے میں عموماً قوموں کے سرداروں اور امراء کا کردار بہت نمایاں رہا ہے۔

**حضرت نوح علیہ السلام:** قوم نوح پر پانی کا عذاب آیا۔ آسمان سے بارش برسی اور زمین نے اپنے چشمے ابل دیئے۔ قوم پانی کے سیلاب میں غرق ہوگئی۔ اس قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو جھوٹا کہا اور ان کا مذاق اڑایا۔ قرآن مجید بیان کرتا ہے:

فقال الملاء الذين كفروامن قومه مانراک الابشرامثلنا ومانراک اتبعک الاالذين هم اراذلنابادی الرای ومانری لکم علينا من فضل بل نظنکم کاذبين(۴۲)

ان کی قوم کے سردار جنہوں نے ان کی بات ماننے سے انکار کردیا تھا بولے: ہماری نظر میں تو تم اس کے سوا کچھ نہیں ہو کہ بس ایک انسان ہو ہم جیسے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم میں سے بس ان لوگوں نے جو ہمارے ہاں رذیل تھے بے سوچے سمجھے تمہاری پیروی اختیار کرلی ہے۔ اور ہم کوئی چیز بھی ایسی نہیں پاتے جس میں تم لوگ ہم سے بڑھے ہوئے ہو۔ بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

انہیں سرداران قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو کہا

قالوا یا نوح قدجادلتنافاکثرت جدالنا فأتنابما تعدنا ان کنت من الصادقين(۴۳)

آخرکار ان لوگوں نے کہا کہ اے نوح تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت کرلیا۔ اب تو بس وہ عذاب لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو۔ اگر سچے ہو۔

قوم کے سرداروں نے اللہ کے پیغمبر کا جس طرح مذاق اڑایا اس کا ایک انداز یہ بھی تھا:

ويصنع الفلک وکلما مر عليه ملاء من قومه سخروا منه(۴۴)

حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنا رہے تھے اور ان کی قوم کے سرداروں میں سے جو کوئی ان کے پاس سے گزرتا تھا وہ ان کا مذاق اڑاتا تھا۔

بالآخر یہ قوم عذاب الٰہی سے دوچار ہوئی

حتیٰ اذا جاء امرنا وفارالتنور(۴۵)

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آگیا اور وہ تنور ابل پڑا۔

اس پانی کے عذاب کی ابتدا ایک تنور سے ہوئی جس کے اندر سے پانی پھوٹ پڑا۔

پھر زمین کے تمام چشموں نے پانی ابلنا شروع کردیا اور اوپر آسمان سے موسلادھار بارش برسی۔

**حضرت ھود علیہ السلام:** حضرت ھود علیہ السلام قوم عاد کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ یہ قوم جسمانی قوت، اپنی عمارتوں کے بلند اور مضبوط ستونوں اور زبردست مملکت کی وجہ سے فخریہ طور پر یہ کہتی تھی۔

من اشد مناقوة(۴٦)

کون ہے ہم سے زیادہ زور آور

اس قوم نے اللہ کے رسول حضرت ھودؑ کو بے عقل اور جھوٹا کہا۔ ان پر خدا کے نام پر جھوٹ گھڑنے کا الزام لگایا۔ حضرت ھودؑ کو اپنے دیوتاؤں کے غضب میں مبتلا قرار دیا۔ پیغمبر کی گستاخ اور سرکش یہ قوم عذاب الہی سے دوچار ہوئی۔ جس پر اچانک سخت طوفانی آندھی سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلی۔ یہ آندھی عاد کے لوگوں کو اس طرح اٹھا کر پھینک رہی تھی جیسے اکڑے ہوئے کھجور کے تنے ہوں۔ اس طوفانی آندھی نے ہر چیز کو بوسیدہ کرکے رکھ دیا اور ان کا کچرا بنادیا۔

قرآن مجید قوم عاد کی گستاخیاں بیان کرتا ہے۔

قال الملاء الذین کفروامن قومه انا لنراک فی سفاهة وانالنظنک من الکاذبین(۴۷)

اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کررہے تھے جواب میں کہا: ہم تو تمہیں بے عقلی میں مبتلا سمجھتے ہیں اور ہمیں گمان ہے کہ تم جھوٹے ہو۔

"معززین شہر" نے اللہ کے پیغمبر کو کہا:

ان نقول الا اعتراک بعض الهتنا بسوء(۴۸)

ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تیرے اوپر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے۔

ان هو الا رجل افتری علی الله کذباومانحن له بمؤمنین(۴۹)

یہ شخص خدا کے نام پر محض جھوٹ گھڑ رہا ہے اور ہم کبھی اس کی ماننے والے نہیں ہیں۔

پیغمبر کی توھین کی مجرم یہ قوم اللہ کے جس عذاب سے دوچار ہوئی اس کی روئیداد قرآن مجید میں یوں بیان ہوئی ہے۔

فاخذتهم الصیحة بالحق فجعلنا هم غثاء فبعد اللقوم الظالمین(۵۰)

آخر کار ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق ایک ہنگامۂ عظیم نے ان کو آلیا اور ہم نے ان کو کچرا بنا کر پھینک دیا۔ دور ہو ظالم قوم۔

وفی عاد اذارسلناعلیهم الریح العقیم(۵۱)

اور (تمہارے لئے نشانی ہے) عاد میں جب کہ ہم نے ان پر ایک ایسی بے خیر ہوا بھیجی کہ جس چیز پر بھی وہ گزر گئی اسے بوسیدہ کرکے رکھ دیا۔

كذبت عاد فكيف كان عذابي ونذر. انا ارسلنا عليهم ريحا صرصرا في يوم نحس مستمر تنزع الناس كانهم اعجاز نخل منقعر (۵۲)

عاد نے جھٹلایا تو دیکھ لو کہ کیسا تھا میرا عذاب اور کیسی تھیں میری تنبیہات۔ ہم نے ایک پیہم نحوست کے دن سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی جو لوگوں کو اٹھا اٹھا کر اس طرح پھینک رہی تھی جیسے وہ جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجور کے تنے ہوں۔

واما عاد فأهلكوا بريح صرصر عاتية سخرها عليهم سبع ليال وثمانية ايام حسوما. فترى القوم فيها صرعى كانهم اعجاز نخل خاوية. فهل ترىٰ لهم من باقية (۵۳)

اور عاد ایک بڑی شدید آندھی سے تباہ کردیئے گئے اللہ تعالی نے اس کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا۔ (تم وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح بچھڑے پڑے ہیں جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں۔ اب کیا ان میں سے کوئی تمہیں باقی بچا نظر آتا ہے۔

**حضرت صالح علیہ السلام:** یہ برگزیدہ پیغمبر اللہ تعالی کی طرف سے قوم ثمود میں مبعوث ہوئے تھے۔ اس قوم کا مسکن حجاز اور شام کے درمیان وادی قری کا علاقہ تھا۔ ان لوگوں نے بلند پہاڑوں اور ٹھوس پتھروں کو تراش کر اپنے لئے عالیشان عمارات تعمیر کی تھیں۔ ان کے محلات فن تعمیر کا اعلی نمونہ تھے۔

وكانوا ينحتون من الجبال بيوتا امنين (۵۴)

وہ پہاڑ تراش کر مکان بناتے تھے اور اپنی جگہ بالکل بے خوف اور مطمئن تھے۔

قوم ثمود کی بستیوں کے کھنڈرات آج تک موجود ہیں۔

اس قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جو کہ اللہ کی نشانی تھی، کو مار دیا تھا۔ قوم کے سردار اور بڑے لوگ حضرت صالح پر طنز کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے تھے کہ وحی نازل کرنے کیلئے بس یہی رہ گئے تھے۔ جب یہ قوم عذاب الہی میں مبتلا ہوئی تو پہاڑوں اور پتھروں سے بنائے ہوئے مضبوط مکانات ان کو ہلاکت سے نہ بچا سکے۔

قرآن مجید قوم ثمود کے سرداروں کا حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ رویہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

قال الملأ الذين استكبروا من قومه للذين استضعفوا لمن امن منهم اتعلمون ان صالحاً مرسل من ربه (۵۵)

ان کی قوم کے سرداروں نے جو بڑے بنے ہوئے تھے، کمزور طبقہ کے ان لوگوں سے جو ایمان لے آئے تھے، کہا "کیا تم واقعی یہ یقین رکھتے ہو کہ صالح اپنے رب کا پیغمبر ہے۔
أأنزل عليه الذكرمن بيننا (٥٦)
کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص رہ گیا تھا جس پر وحی اتاری گئی۔
ان کے جرائم کے سبب جب ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تو وہ صفحہ ہستی سے مٹا دئے گئے۔
فأخذتهم الصحيحة مصبحين.فمااغنى عنهم ما كانوا يكسبون (٥٧)
آخر کار ایک زبردست دھماکے نے ان کو صبح ہوتے ہی آ لیا اور ان کی کمائی ان کے کچھ کام نہ آئی۔
فأصبحوافى ديارهم جاثمين. كان لم يغنوا فيها (٥٨)
اور وہ اپنی بستیوں میں اس طرح بے حس و حرکت پڑے رہ گئے گویا کہ وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے۔
**حضرت لوط علیہ السلام:** قوم لوط کا وطن سدوم کا علاقہ تھا۔ اس قوم نے حضرت لوط علیہ السلام کی نہ صرف بات ماننے سے انکار کیا بلکہ ان کی اور ان کے خاندان کی پاکبازی پر بھی حرف گیری کی اور مذاق اڑایا۔ قوم لوط کو ان کے جرائم کی سزا یہ ملی کہ آسمان سے پتھروں کی بارش ان پر برسی اور وہ ہلاک کردیئے گئے۔
وماكان جواب قومه الاان قالوااخرجوهم من قريتكم انهم اناس يتطهرون (٥٩)
مگر ان کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ "نکالو ان لوگوں کو اپنی بستیوں سے بڑے پاکباز بنتے ہیں یہ۔
فلماجاء امرناجعلناعاليها سافلها وامطرنا عليها حجارة من سجيل منضودمسومة عندربك (٦٠)
پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آ پہنچا تو ہم نے اس بستی کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسائے جن میں سے ہر پتھر تیرے رب کے ہاں نشان زدہ تھا۔
**حضرت شعیب علیہ السلام:** حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مدین میں آباد تھی اس قوم نے اللہ کے پیغمبر کو طنز و مذاق کا نشانہ بنایا۔ انہیں جھوٹا قرار دیا۔ ان کی راستبازی

کا تمسخر اڑایا۔ان کو معاشرے کا کمزور فرد قرار دیا اور انہیں سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔ پھر ان پر ایسا عذاب خداوندی آیا کہ یہ لوگ اپنے گھروں میں پڑے رہ گئے۔

انک لانت الحلیم الرشید (٦١)

بس تو ہی تو ایک عالی ظرف اور راستباز آدمی رہ گیا ہے۔

قالوایاشعیب مانفقه کثیرامماتقول وانالنراک فیناضعیفا.ولولا رھطک لرجمناک وما انت علینابعزیز (٦٢)

انہوں نے جواب دیا اے! شعیب تیری بہت سی باتیں توہماری سمجھ میں ہی نہیں آتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تو ہمارے درمیان ایک بے زور آدمی ہے۔ تیری برادری کالحاظ نہ ہوتا تو ہم کبھی کا تجھے سنگسار کر چکے ہوتے۔ تیرا بل بوتا تو اتنا نہیں ہے کہ ہم پر بھاری ہو۔

فکذبوه فاخذھم عذاب یوم الظلمةانه کان عذاب یوم عظیم (٦٣)

انہوں نے اسے جھٹلایا۔ آخر کار چھتری والے دن کا عذاب ان پر آ گیا۔اور وہ بڑے ہی خوفناک دن کا عذاب تھا۔

**حضرت موسیٰ علیہ السلام:** مصر کے بادشاہ فرعون نے خدائی کا دعوی کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑایا۔ انہیں سحر زدہ آدمی کہا۔ جیل میں ڈال دینے کی دھمکیاں دیں ان کی زبان میں لکنت پر پھبتیاں کسیں اور ذلیل و حقیر کہا۔ نتیجةً فرعون اپنے لشکر سمیت سمندر میں غرق کردیا گیا۔

فقال له فرعون انی لاظنک یٰموسی مسحورا (٦٤)

فرعون نے موسی علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ میں سمجھتا ہوں کہ تو ضرور ایک سحرزدہ آدمی ہے۔

ام اناخیرمن ھذاالذی ھومھین ولایکادیبین (٦٥)

میں بہتر ہوں یا یہ ذلیل وحقیر شخص جو اپنی بات بھی کھول کر بیان نہیں کرسکتا۔

فاوقدلی یاھامان علی الطین فاجعل لی صرحالعلی اطلع الی اله موسی وانی لاظنه من الکاذبین (٦٦)

(فرعون نے کہا) اے ہامان! ذرا اینٹیں پکوا کر میرے لئے ایک اونچی عمارت تو بنوا شائد کہ اس پر چڑھ کر میں موسی کے خدا کو دیکھ سکوں۔ میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

قال لئن اتخذت الھاغیری لاجعلنک من المسجونین (٦٧)

فرعون نے کہا اگر تونے میرے سوا کسی اور کو معبود مانا تو تجھے بھی میں ان لوگوں میں شامل کردوں گا جو قید خانوں میں پڑے سڑ رہے ہیں۔

فلما اسفونا انتقمنا منهم فاغرقناهم اجمعین (٦٨)

آخر کار جب انہوں نے ہمیں غضبناک کردیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان کو اکٹھا غرق کردیا۔

## بنی اسرائیل کا اپنے انبیاء سے توھین آمیز سلوک اور یہود پر عذاب الٰہی

بنی اسرائیل کی تاریخ اپنے انبیاء کے ساتھ سلوک کے حوالے سے نہایت شرمناک ہے۔ یہودیوں نے اپنے انبیاء کو ناحق قتل کیا۔ ان پر فحش الزامات لگائے جس کے نتیجے میں سزا کے طور پر یہودی جس عذاب سے الٰہی سے دوچار ہوئے اور مختلف اقوام نے ان کا جو قتل عام کیا اور انہیں بے گھر کیا اس کے وہ غیر مستحق نظر نہیں آتے۔ یہودیوں کی طرف سے پیغمبروں کے ساتھ روا رکھا جانے والا سلوک ملاحظہ ہو۔

**حضرت نوح علیہ السلام:** یہودیوں نے حضرت نوح علیہ السلام پر شراب کا الزام لگایا (معاذاللہ) بائبل میں لکھا ہے:

"اور نوح کاشتکاری کرنے لگا اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا اور اس نے مے پی اور اس سے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے میں برہنہ ہو گیا" (٦٩)

**حضرت لوط علیہ السلام:** جنت کے دعویدار یہودیوں نے حضرت لوط علیہ السلام پر اپنی دونوں بیٹیوں کے ساتھ صحبت کرنے کا الزام عائد کیا ہے (معاذاللہ) بائبل کی کتاب پیدائش میں اس جھوٹ پر مبنی واقعہ کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ (٧٠)

**حضرت موسی علیہ السلام:** بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر حضرت موسی علیہ السلام کو مختلف متعدی اور موذی بیماریوں کا مریض قرار دیا۔ برص کے داغ اور ادرۃ (فوطوں کا متورم ہو کر بڑھ جانا) جیسی بیماریوں کی تہمت لگائی۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل مجمع عام میں برہنہ ہو کر غسل کرنے کے عادی تھے جبکہ حضرت موسی علیہ السلام اپنے برہنہ بدن کے کسی حصہ پر نگاہ نہیں پڑنے دیتے تھے۔ اس لئے بنی اسرائیل

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تنگ کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے اور کبھی کہتے کہ ان کے جسم کے خاص حصہ پر برص کے داغ ہیں یا کبھی کہتے کہ انہیں فوطوں کے متورم ہو کر بڑھ جانے کا مرض ہے یا اسی قسم کا کوئی اور مرض ہے اسی لئے تو وہ چھپ کر نہاتے ہیں (۷۱)

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو قتل کر دینے کا الزام لگایا۔ (۷۲)

**حضرت ہارون علیہ السلام:** یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت ہارون علیہ السلام کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ قرآن مجید میں ہے:

قال ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی (۷۳)

ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے ان لوگوں نے مجھے دبالیا اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالتے۔

حضرت ہارون علیہ السلام پر گائے کا بچھڑا بنانے اور قوم کو اس کی پوجا کروانے کا الزام لگایا۔

**حضرت یرمیاہ علیہ السلام:** بنی اسرائیل کی قوم نے حضرت یرمیاہ علیہ السلام کا مذاق اڑیا اور ان کو قید میں ڈال دیا۔ ان پر غداری کا الزام لگایا اور رسی سے باندھ کر کیچڑ بھرے حوض میں لٹکا دیا تا کہ بھوک پیاس سے وہیں سوکھ کر مر جائیں (۷۴)

**حنانی نبی:** اللہ کے یہ نبی قید کر دیئے گئے (۷۵)

**حوسیانی نبی:** ان کے بارے میں یہاں تک گستاخی کی کہ (العیاذ باللہ) انہوں نے شہر کی ایک عورت کے ساتھ تین برس تک زنا کیا (۷۶)

**حضرت الیاس علیہ السلام (ایلیاہ):** حضرت الیاس علیہ السلام، بنی اسرائیل کے ظلم اور زیادتیوں کی وجہ سے جزیرہ نمائے سینا کے پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ (۷۷)

**حضرت داؤد علیہ السلام:** بائبل میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر بطور ایک بادشاہ کے آیا ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ اور ان پر زبور نازل ہوئی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر بدکاری کا الزام لگایا گیا ہے جس کو نوک زبان پر لانا بھی بے ادبی ہے (۷۸)

یہ تو تھے یہودیوں کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کے جوانی کے ایام یہودیوں

نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بڑھاپے کو بھی معاف نہ کیا (معاذاللہ) (۷۹)

حضرت علیؓ نے ان قصوں کو بیان کرنے پر سزا مقرر فرمائی اور حکم دیا کہ جو شخص حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ اس طور پر بیان کرے گا جس طرح قصہ گو بیان کرتے ہیں تو میں اس کو ایک سو ساٹھ درے ماروں گا۔ اس کے راوی حضرت سعید بن مسیب ہیں (۸۰)

**حضرت سلیمان علیہ السلام:** یہودیوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر الزام لگایا کہ انہوں نے ملکہ سبا کے ساتھ (معاذاللہ) زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ اور اس زنا کے نتیجے میں جو حرامی نسل پیدا ہوئی اس نسل سے بابل کا بادشاہ بخت نصر پیدا ہوا جس نے بیت المقدس کو مسمار کیا تھا (۸۱)

صرف یہی نہیں بلکہ یہودیوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے اور بہت سی عورتوں کے ساتھ تعلقات بیان کیئے ہیں (نعوذباللہ) (۸۲)

حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ الزام بھی لگا کہ انہوں نے اپنے بنائے ہوئے ہیکل میں بتوں کیلئے بے شمار کمرے بنائے اور ان کی پرستش کو روا رکھا (۸۳)

**حضرت زکریا علیہ السلام:** وہب بن منبہ کی ایک روایت میں ہے کہ یہود نے جب حضرت یحیٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا تو پھر زکریا علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے کہ ان کو بھی قتل کر دیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو دشمنوں سے بچنے کیلئے بھاگے۔ سامنے ایک درخت آ گیا اور وہ اس کے شگاف میں گھس گئے۔ یہودی تعاقب کر رہے تھے۔ انہوں نے جب حضرت زکریا علیہ السلام کو درخت کے اندر دیکھا تو ان کو نکلنے پر مجبور کرنے کی بجائے درخت پر آرا چلا دیا۔ جب آرا حضرت زکریا علیہ السلام پر پہنچا تو خدا کی وحی آئی اور ان سے کہا گیا کہ اگر تم نے ذرا بھی آہ زاری کی تو ہم یہ سب زمین تہہ و بالا کر دیں گے۔ اور اگر تم نے صبر سے کام لیا تو ہم بھی ان یہود پر فوراً اپنا عذاب نازل نہیں کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے صبر سے کام لیا اور اف تک نہیں کی اور یہود نے درخت کے ساتھ حضرت زکریا علیہ السلام کے بھی ٹکڑے کر دیئے (۸۴)

**حضرت یحیٰ علیہ السلام:** حضرت امیر معاویہؓ کے غلام قاسم سے ایک طول روایت منقول ہے جس میں حضرت یحیٰ علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ اس طرح مذکور ہے کہ دمشق کے بادشاہ ہداد بن حدار نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تھیں اور پھر چاہتا تھا کہ اس کو واپس کر کے بیوی بنا لے۔ حضرت یحیٰ سے فتویٰ طلب کیا انہوں نے فرمایا کہ اب تجھ پر یہ حرام ہے۔ ملکہ کو یہ

بات سخت ناگوار گزری اور حضرت یحیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے ہو گئی اور بادشاہ کو مجبور کر کے قتل کی اجازت طلب کرلی۔ اور جبکہ وہ مسجد حبرون میں نماز میں مشغول تھے ان کو قتل کرادیا اور چینی کے طشت میں ان کا سر مبارک سامنے منگوایا مگر سر اس حالت میں بھی کہتا رہا کہ تو بادشاہ کیلئے حلال نہیں ہے تاوقتیکہ تو دوسرے سے شادی نہ کرلے اور اسی حالت میں خدا کا عذاب آیا اور اس عورت کو مع سر مبارک کے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ (۸۵)

یہودی عوام بھی حضرت یحیٰ علیہ السلام کے دشمن تھے اور انہیں قتل کرنے کے درپے رہتے تھے اور ان سے پوچھتے تھے کہ وہ کون ہیں اور کیوں اپنی تعلیمات پھیلارہے ہیں اور بپتسمہ کیوں دیتے ہیں۔ یوحنا کی انجیل میں ہے:

"جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے تو اس نے اقرار کیا اور نہ انکار کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں انہوں نے اس سے پوچھا کہ پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اس نے کہ میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ پس انہوں نے اس سے کہا پھر تو ہے کون؟ تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا ہے۔ بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔ یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے اس سے یہ سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیاہ نہ وہ نبی تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟ (۸۶)

یہودی عوام کی حضرت یحیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس دشمنی کے سبب ہی دمشق کے بادشاہ کو حضرت یحیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم دینے میں کوئی دشواری اور ہچکچاہٹ نہیں ہوئی تھی۔

حضرت یحیٰ علیہ السلام کو بیت المقدس میں ہیکل اور قربان گاہ کے درمیان شہید کیا گیا تھا (۸۷)

سیدہ مریم علیہا السلام یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ سیدہ مریم علیہا السلام کو بھی نہ بخشا اور ان پر نعوذ باللہ زنا کاری کا الزام لگایا اور اسی زنا کے عمل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا شدہ بتایا۔ قرآن مجید میں ہے:

**وقولھم علی مریم بھتانا عظیما (۸۸)**

اور انہوں نے مریم پر بہت بڑا بہتان لگایا

حضرت مریم علیہاالسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدائش کے بعد بستی میں اپنی قوم کی طرف لے کر گئیں تو لوگوں نے ان سے کہا:

**قالوا یامریم لقدجئت شیئا فریا.یااخت ھارون ماکان ابوک امرأسوء وماکانت امک بغیا (۸۹)**

لوگوں نے کہا اے مریم یہ تو نے بڑا پاپ کرڈالا- اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی کوئی بدکردار عورت تھی-

بعض لوگوں نے تو حضرت مریم علیہا السلام کی شان میں اس حد تک گستاخی کی کہ انہوں نے کہا: نعوذ باللہ یہ بدکاری حیض کی حالت میں ہوئی تھی(۹۰)

**حضرت عیسیٰ علیہ السلام:** یہودیوں نے حاکم وقت پیلاطس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا مطالبہ کیا حتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کروا کے دم لیا(ان کے عقیدے کے مطابق )یوحنا کی انجیل میں ہے:

"پیلاطس نے پھر باہر جا کر لوگوں سے کہا کہ دیکھو میں اسے تمہارے پاس باہر لے آتاہوں تا کہ تم جانو کہ میں اس کا کچھ جرم نہیں پاتا- یسوع کانٹوں کا تاج رکھے اور ارغوانی پوشاک پہنے باہر آیا اور پیلاطس نے ان سے کہا دیکھو یہ آدمی ! جب سردار کاہن اور پیادوں نے اسے دیکھا تو چلا کر کہا مصلوب کر مصلوب- پیلاطس نے ان سے کہا تم ہی اسے لے جاؤ اور مصلوب کرو کیونکہ میں اس کا کچھ جرم نہیں پاتا- یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ ہم اہل شریعت ہیں اور شریعت کے موافق وہ قتل کے لائق ہے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا بنایا------اس پر پیلاطس اسے چھوڑدینے میں کوشش کرنے لگا مگر یہودیوں نے چلا کر کہا اگر تو اس کو چھوڑے دیتا ہے تو قیصر کا خیر خواہ نہیں-

یہودیوں نے ایک " برابا" نامی بدنام زمانہ ڈاکو کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی مقدس ہستی پر ترجیح دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدلے اس " برابا" ڈاکو کو جیل سے رہا کروالیا-

"مگر تمہارا دستور ہے کہ میں فسح پر تمہاری خاطر ایک آدمی چھوڑدیا کرتاہوں پس کیا تم کو منظور ہے کہ میں تمہای خاطر یہودیوں کے بادشاہ کو چھوڑدوں- انہوں نے چلا کر کہا کہ اس کو

نہیں لیکن برابا کو۔ اور برابا ایک ڈاکو تھا(۹۲)

یہودی پیلاطس بادشاہ کے پیچھے اس قدر پڑے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اور اس طرح یہودیوں کے مسلسل اصرار اور شدید مظاہروں کے نتیجے میں حضرت عیسی علیہ السلام مصلوب کر دیئے گئے۔ یوحنا کی انجیل بیان کرتی ہے:

"پس یسوع کو لے گئے اور وہاں اپنی صلیب آپ اٹھائے ہوئے اس جگہ تک باہر آ گیا جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے جس کا ترجمہ عربی زبان میں گلگتا ہے۔ وہاں انہوں نے اس کو اور اس کے ساتھ دو اور شخصوں کو مصلوب کیا(۹۳)

**قرآن مجید اور سابق انبیاء کرام:** یہ تھی یہودیوں کی طرف سے اپنے نبیوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے شرمناک سلوک کی ایک اجمالی تصویر۔ تورات، زبور، اور انجیل میں اللہ تعالی کے برگزیدہ اور نیک نبیوں پر جو فحش اور قابل اعتراض الزامات لگائے گئے ہیں قرآن مجید ان سب کی تردید کرتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسی علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحی علیہ السلام، حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام اور دیگر پیغمبروں کے بارے میں تورات، زبور اور انجیل میں جو بہتان بازی کی گئی ہے ان پیغمبروں کی ہستیاں ایسے تمام بہتانوں سے پاک ہیں۔ دین اسلام کا ان کتب کے بارے میں یہ مؤقف ہے کہ تورات، زبور اور انجیل بالترتیب حضرت موسی علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، اور حضرت عیسی علیہ السلام پر نازل ہوئیں۔ ان پر ایمان لانا ہر مسلمان کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ لیکن ان کتب کے متون میں جو کچھ پایا جاتا ہے مسلمان نہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور نہ ہی اس پر عمل کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید یہ کہتا ہے کہ تورات، زبور اور انجیل اللہ تعالی کی طرف سے برحق کتب ہیں لیکن ان کے ماننے والوں نے بعد میں ان کتب میں اپنی طرف سے تحریف کر دی۔ انہوں نے اللہ کے کلام کو چھپایا اور اللہ کی آیات کو دنیا کی تھوڑی سی قیمت کے عوض بیچ ڈالا۔ آج کل سابقہ کتب سماویہ میں سے جو بھی پائی جاتی ہیں ان میں سے کسی کا متن بھی اصلی شکل میں موجود نہیں ہے۔ اس بات کی شہادت قرآن بھی دیتا ہے۔ اور بہت سی داخلی شہادتیں بھی قرآن مجید کی تائید کرتی ہیں۔

**فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذامن عنداللہلیشتروا بہ ثمناقلیلافویل لھم مماکتبت ایدیھم وویل لھم ممایکسبون(۹۳.۱)**

پس ہلاکت اور بربادی ہے ان لوگوں کےلئے جواپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھتےہیں پھر لوگوں سے کہتےہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیاہوا ہے تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑاسافائدہ حاصل کرلیں۔ان کے ہاتھوں کالکھا بھی ان کےلئے تباہی کاسامان ہے اور ان کی یہ کمائی بھی موجب ہلاکت۔

**اوذ اخذاللہمیثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروابہ ثمناً قلیلا.فبئس مایشترون(۹۳.۲)**

ان اہل کتاب کووہ عہد بھی یاد دلاؤ جو اللہ نے ان سے لیا تھا کہ تمہیں کتاب کی تعلیمات کو لوگوں میں پھیلاناہوگا۔انہیں پوشیدہ نہیں رکھناہوگا۔مگر انہوں نے کتاب کو پس پشت ڈال دیااور تھوڑی قیمت پراسے بیچ ڈالا۔ کتنا براکاروبار ہے جو یہ کررہےہیں۔

تورات،زبوراورانجیل میں اللہ تعالی کے پاکباز پیغمبروں سے جو کچھ منسوب کیا گیاہے قرآن مجید انہیں ایسی تمام باتوں سے بری قرار دیتاہے۔ یہ ان پر سراسر بہتان اور الزامات ہیں قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ہے:

**انہ کان عبداشکوراً(۹۳.۳)**

بےشک نوح ایک شکر گزار بندہ تھا۔

حضرت لوط علیہ السلام کاتذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتاہے:

**ولوطا آیتیناہ حکماً وعلماً(۹۳.۴)**

اور لوط کو ہم نے حکمت اور علم بخشا

**انہ من الصالحین(۹۳.۵)**

اور وہ صالح لوگوں میں سے تھا

حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

**سلام علی موسی وھارون(۹۳.۶)**

سلام ہے حضرت موسی اور ہارون پر

**انھمامن عبادنا المؤمنین(۹۳.۷)**

در حقیقت وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے
حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر یوں ہے

**ولقداتیناداؤدمنا فضلا(۹۳.۸)**

ہم نے داؤد کو اپنے ہاں سے بڑا فضل عطا کیا تھا۔

حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت یحی علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن مجید نے صالحین میں شمار کیاہ:

**وزکریا و یحی و عیسی والیاس کل من الصالحین(۹۳.۹)**

اور زکریا اور یحی اور عیسی اور الیاس ان میں سے ہر ایک صلح تھا۔
حضرت سلیمان علیہ السلام کو قرآن مجید نے ہر قسم کے شرک سے پاک قرار دیا اور فرمایاہ:

**وماکفرسلیمان (۹۳.۱۰)**

اور سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا
حضرت مریم علیہ السلام کو بھی قرآن مجید نے ہر قسم کے بہتان اور الزام سے بری کرتے ہوئے کہا ہے:

**وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتانا عظیماً(۹۳.۱۱)**

اور وہ اپنے کفر میں اتنے بڑھے کہ مریم پر سخت الزام لگایا

بنی اسرائیل اور یہودیوں نے انبیاء کو ناحق قتل کر کے، ان پر زنا اور شرک کے جھوٹے الزامات لگا کر ان کی نافرمانی کر کے اور انہیں طرح طرح سے ستا کر جن گھناونے جرائم کا ارتکاب کیا تھا ان کی وجہ سے اللہ تعالی نے یہودیوں پر اپنی پکڑ سخت کر دی۔ اللہ کی انبیاء کی توھین کی کے جرم میں یہود اللہ تعالی کے سخت عذاب سے دوچار ہوئے اور ہور ہے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: سب سے زیادہ سخت عذاب کسے ہوگا۔ آپ نے فرمایا جو کسی نبی کو مارڈالے یا کسی ایسے شخص کو جو بھلائی کا بتانے والا اور برائی سے بچانے والا ہو۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

**ان الذین یکفرون بایات اللہ ویقتلون النبین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فبشرھم بعذاب الیم(۹۴)**

جولوگ اللہ کے احکام وہدایت کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور اس کے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کے درپے ہوجاتے ہیں جو خلق خدا میں سے عدل وراستی کا حکم دینے کیلئے اٹھیں۔ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابوعبیدہ بنواسرائیل نے ۴۳ نبیوں کو دن کے اول حصہ میں ایک ساعت میں قتل کیا(۹۵)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ بنواسرائیل نے تین سو نبیوں کو شروع دن میں قتل کیا اور شام کو سبزی بیچنے بیٹھ گئے(۹۶)

بنی اسرائیل یہودیوں کے اپنے نبیوں کے ساتھ کئے جانے والے جرائم اس قدر سنگین تھے کہ اللہ تعالی نے اس امت سے نبوت کا منصب واپس لے لیا اور وہ ہمیشہ اللہ کے غضب کا شکار ہو کر رہ گئی اور اللہ تعالی کی طرف سے "مغضوب علیھم" قرار پائی۔(۹۷)

ساری دنیا کے مسلمان اپنی نمازوں میں سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کرتے ہیں اس سورۃ میں خود اللہ تعالی نے مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلائے رکھنے کی دعا سکھائی ہے۔ مسلمان روزانہ اپنی نمازوں میں کم ازکم تقریباً اٹھائیس مرتبہ اللہ تعالی سے یہ دعا کرتے ہیں:

**اھدناالصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیرالمغضوب علیھم ولاالضالین(۹۸)**

ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ جو معتوب نہیں ہوئے، جو بھٹکے نہیں ہوئے ہیں۔

تیسری صدی قبل مسیح کے ایک مورخ نیتھو نے مصر سے یہودیوں کے انخلا کی دلیل یہ دی ہے کہ ان میں کوڑھ اور دوسری متعدی امراض نے گھر کرلیا تھا اس لئے مصری ان سے نجات پانا چاہتے تھے(۹۹)

یہود نبیوں کی توھین کے جرم میں اللہ تعالی کے غضب اور عذاب سے کبھی محفوظ نہیں رہے۔یہودیوں پر عذاب الہی کی ایک شکل بابل کا حکمران بخت نصر تھا۔

ساتویں صدی قبل مسیح میں بخت نصر بابل کا حکمران بنا تو اس نے فلسطین پر حملہ کیا اور یہودیوں کو شکست دی۔ وہ انہیں قیدی بنا کر بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکتا ہوا بابل لے گیا۔ اس نے یروشلم اور فلسطین دونوں شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ یہودیوں کی کتاب

تورات کے تمام نسخے جلا کر راکھ کر دیئے۔ بخت نصر نے تورات کو تلف کرنے میں اتنی شدت برتی کہ یہودیوں کے پاس تورات کا ایک نسخہ بھی باقی نہ رہا (۱۰۰)

بخت نصر نے ایک لاکھ سے زیادہ یہودیوں کو اپنا غلام و باندی بنالیا۔ شام اور فلسطین کے لاکھوں یہودی بخت نصر کے سپاہیوں کی تلواروں سے گاجر اور مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دئیے گئے۔ صرف دمشق میں بے شمار یہودیوں کا قتل عام کیا گیا۔

بخت نصر کے ہاتھوں یہودیوں کی اس قدر تباہی ہوئی کہ خود یہودیوں کی زبان پر یہ تھا کہ انہیں انبیاء کو ناحق قتل کرنے کی یہ سزا ملی ہے۔ (۱۰۱)

۵۴ قبل مسیح میں شام کے رومی گورنر نے ہیکل کو لوٹا اور وہاں سے تقریباً ۳۶ لاکھ روپے کا سونا اڑالیا۔ اس کی موت پر یہود نے بغاوت کی اس کے جانشین لانجائنس نے ۴۳ ق م میں اس بغاوت کو کچلتے ہوئے تیس ہزار یہودیوں کو غلام بنا کر بیچ دیا۔ ۴ قبل مسیح میں بغاوت کرنے پر تین ہزار یہودی یروشلم میں قتل ہوئے اس پر بھی باغی یہودی باز نہ آئے تو آرچیلاس کی فوجوں نے ہیکل کے گرد و نواح میں آگ لگادی اس کے خزانوں کو لوٹ لیا اور بے شمار یہودیوں کو قتل کردیا۔ یہ بغاوت یروشلم سے نکل کر دیہات میں پھیل گئی۔ شام کا رومی گورنر وارس ان کی سرکوبی کیلئے بیس ہزار کی فوج لے کر یہودیہ میں داخل ہوا۔ اس نے دو ہزار باغیوں کو پھانسی دی اور تیس ہزار یہودیوں کو غلام بنا کر بیچ دیا (۱۰۲)

کیوماس نے جو ۴۸ء تک یہود کا گورنر تھا، بغاوت کے جرم میں ہیکل میں قتل عام کروایا۔ ۵۶ء سے ۶۰ء تک فیلکس گورنر رہا پھر گورنر فلورنس کے سپاہیوں نے یہودیوں کے ہجوموں پر تلواروں سے حملے کیے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن میں ۳۶ سو یہودی قتل ہوئے۔ ۶۸ء میں جھڑپوں میں بارہ ہزار یہودی قتل ہوئے۔ قیصریہ کے غیر یہود نے ۳۶ ہزار یہود مار ڈالے۔ دمشق میں بیس ہزار یہوای مارے گئے۔ شہروں میں لاشوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ ان میں ننگے بچے، بوڑھے، عورتیں سبھی تھے لیکن ان میں دفن کرنے والا کوئی نہ تھا (۱۰۳)

حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع آسمان کے واقعہ کے تقریباً ستر برس بعد یہودی اللہ کے ایک اور عذاب کا شکار بنے۔ یہود کے دو مدعیان حق یوحنان اور شمعون کے درمیان خونریز لڑائیاں ہوئیں۔

ان لڑائیوں میں ایک جرنیل جس کا نام طیطوس تھا، نے بلا لحاظ کسی فرقہ کے تمام

یہودیوں کو سختی سے کچلا۔ اس نے بیت المقدس پر اتنا شدید حملہ کیا کہ بیت المقدس کے شہر کی فصیل حملہ کی زد میں آکر گر گئی۔ ہیکل کی دیواریں ٹوٹ گئیں۔ طیطوس کے طویل محاصرہ سے تنگ آکر ہزاروں یہودی بھوک کے ہاتھوں مر گئے۔ اور ہزاروں فرار ہوگئے اور انہیں در بدر کی ٹھوکریں کھانی پڑیں۔ جنہیں بھوک شکست نہ دے سکی اور جو فرار نہ ہوسکے انہیں طیطوس کی تلوار نے موت کی گھاٹ اتار دیا(۱۰۴)

۱۱۵ء میں یہود نے مصر، قبرص اور میسوپوٹانیہ میں روم کے خلاف بغاوت کردی۔ قبرص میں دو لاکھ بیس ہزار اور مصر میں دو لاکھ چالیس ہزار یہودی قتل ہوئے۔ ۱۳۱ء میں رومیوں نے فلسطین میں بے شمار دیہات برباد کردیئے پانچ لاکھ اسی ہزار یہود قتل کئے۔ یہودی غلام بنا کر بیچ دئیے گئے۔ اور ان کی قیمت اتنی گر گئی کہ یہودی اور گھوڑے کی قیمتیں برابر تھیں رومیوں نے بھاگتے ہوئے یہود کا تعاقب کرکے انہیں جیلوں میں ڈال دیا جہاں زندوں نے اپنے بھائیوں کی لاشیں کھائیں اور خود بھی وہیں ڈھیر ہوگئے (۱۰۵)

چھٹی صدی عیسوی لے آخر میں یہودیوں اور عیسائیوں کے مابین مذہبی اختلافات کے خلاف بغاوت کی بنیاد پر شدید لڑائیاں ہوئیں۔ ۶۱۰ء میں یہودیوں نے انطاکیہ میں عیسائیوں کے خلاف بغاوت کی۔ شہنشاہ فوقا(Phocas) نے ان کی سرکوبی کیلئے اپنے فوجی افسر بنوسوس(Bonosus ) کو بھیجا۔ اس نے پوری یہودی آبادی کو صفحہ ہستی سے مٹادیا۔ ہزاروں یہودیوں کو تہہ تیغ کردیا۔ سینکڑوں کو دریا برد کرکے اور آگ میں زندہ جلا کر اگلے جہان رخصت کردیا۔ بے شمار یہودی بھوکے درندوں کی ضیافت کا سامان بنادیئے(۱۰۶)

۶۳۰ء میں ایرانیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد ہرقل (Heraclius) نے یہودیوں سے سخت انتقام لیا۔ رومی مملکت میں صرف وہی یہودی اپنی جانیں بچاسکے جو ملک چھوڑ کر فرار ہوجانے میں کامیاب ہوگئے یا کہیں چھپ رہے(۱۰۷)

گیارہویں صدی عیسوی میں عیسائی جنگجوؤں کے ہاتھوں کولون کے مقام پر ہزاروں یہودی مارے گئے۔ ۱۱۴۸ء میں ایک فرانسیسی راہب رڈالف نے جرمنی پہنچ کر یہود کے قتل عام کی تبلیغ شروع کی جس کے نتیجے میں جو یہودی بھی صلیب برداروں کے ہاتھ چڑھا صلیب پا گیا۔ جرمنی سے یہود کی تباہی کا جذبہ پھر فرانس منتقل ہوگیا۔ ۱۲۳۲ء میں صلیبی

سپاہیوں نے انجو اور پوائیٹو کے یہودیوں سے مطالبہ کیا کہ وہ عیسائی مذہب اختیار کریں۔ انکار کی صورت میں تین ہزار یہودی گھوڑوں کے سموں تلے کچلے گئے۔ ایک پادری نے اعلان کیا کہ یہودیوں سے بات چیت حرام ہے اور اگر کوئی یہودی عیسائیت کے خلاف لب کشائی کرے تو سننے والے کا فرض ہے کہ وہ اپنی تلوار اس کے پیٹ میں وہاں تک ٹھونکے جہاں تک اس کی رسائی ممکن ہے۔ ۱۲۴۳ء میں برلن کے قریب بلٹز کے مقام پر تمام یہودیوں کو زندہ جلادیا گیا۔ ۱۲۵۷ء اور ۱۲۶۷ء کی خانہ جنگیوں میں یہودی پھر ہدف بنے اور لندن، کنٹبری، نارتھمپٹن، ونچسٹر، ورسسٹر، لنکن اور کیمبرج کے یہودی خاندان کلیتاً ختم کر دیئے گئے۔ ۱۲۶۰ء میں ایڈورڈ اول نے سولہ ہزار یہود کو حکم دیا کہ انگلستان سے اپنا مال ومتاع اور قرضوں کو چھوڑ کر نکل جائیں۔ ۱۲۸۵ء میں میونخ کے اسی یہود کو ان کے کنیسا میں زندہ جلادیا گیا۔ ایک سال بعد ایروزل میں ایک عیسائی کے قتل پر چالیس یہود وار دیئے گئے۔ ۱۲۹۸ء میں "مقدس روٹی" کو جلانے کے الزام میں رالنگن کے تمام یہود مار دیئے گئے(۱۰۸)

۱۴۲۶ء میں انہیں کولون سے نکال دیا گیا یہاں سے وہ فرینکفرٹ میں جمع ہوئے لیکن وہ جہاں بھی گئے انہیں تنگ وتاریک کوٹھڑیوں میں رہنے کی اجازت ملی۔ وہ شہروں میں مضحکہ خیز لباس اور لمبی لمبی ٹوپیوں کی وجہ سے پہنچانے جاتے اور بچوں کے پتھروں کا نشانہ بنتے۔ جرمنی میں داڑھی شرافت اور عالی نسبی کی علامت تھی اس لئے یہودیوں کو وہاں داڑھی رکھنے کی اجازت نہ تھی۔ انہیں عیسائیوں سے مختلف نظر آنے کیلئے خاص لباس پہننا پڑتا تھا۔ سپین میں عیسائی عدالتوں میں ان یہود پر بھی مقدمات چلائے جاتے جنہوں نے عیسائیت کو قبول کر رکھا تھا۔ انہیں زندہ آگ میں جلا کر دیکھا یا جاتا تا کہ ان کا دل عیسائی ہوچکا ہے یا نہیں۔ ان کے عقیدے کے مطابق عیسائی کو آگ جلانے سے قاصر رہتی ہے۔ ۱۷۵۳ء میں یہودیوں کے سیاسی مقام کو بہتر بنانے کیلئے برطانوی پارلیمنٹ نے ایک قانون پاس کیا لیکن عوام نے اس پر اتنا احتجاج کیا کہ اس قانون کو واپس لینا پڑا۔ ۱۷۸۹ء میں امریکہ میں یہودیوں کو پونے دو ہزار سال کے بعد پورے شہری حقوق حاصل ہوئے۔ ۱۸۶۶ء میں روس میں یہود کا قتل عام شروع ہوا جو چار دن جاری رہا اور حکومت نے اسے روکنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ ۱۸۹۸ء میں یہود جب روسی چرچ کے اسقف اعظم کے پاس فریاد

لے کر گئے تو اس نے کہا کہ میری پالیسی یہ ہے کہ میں روس کے ایک تہائی یہودیوں کو قتل کرادوں ایک تہائی کو فرار پر مجبور کردوں اور ایک تہائی کو عیسائی بنادوں (۱۰۹)

ماضی قریب میں یہودیوں کا قتل عام جرمنی کے لیڈر ہٹلر کے ہاتھوں ہوا۔ دوسری جنگ عظیم میں جب اتحادی فوجوں نے ہٹلر اور اس کی حلیف فوجوں کو شکست دے دی تو نازی جرمنی کے فوجیوں پر جنگی جرائم کے سلسلہ میں امریکی عدالتوں میں مقدمے چلائے گئے۔ ان مقدمات کے دوران جو بیانات اور شہادتیں منظر عام پر آئیں اس نے پوری دنیا کو چونکا کر رکھ دیا۔ ہٹلر کے ہاتھوں یہودیوں کا قتل عام دوسری جنگ عظیم کا ایک عبرت ناک واقعہ تھا۔

ہٹلر نے "آخری حل" نامی ایک خفیہ منصوبہ کے تحت پورے یورپ کو یہودیوں سے پاک کرنے کا پلان تیار کیا تھا۔ اس کی فوجیں جس علاقے کو فتح کرتیں سب سے پہلے وہاں پر یہودیوں کا قلع قمع کیا جاتا۔ اس نے یہودیوں کو "نامطلوب عناصر" قرار دے دیا تھا۔

۱۹۴۲ء میں ہٹلر کو ایک روئیداد پیش کی گئی کہ روس کے اندر اگست اور اکتوبر ۱۹۴۲ء کے درمیان تین لاکھ تریسٹھ ہزار یہودی مارے گئے۔ اکتوبر میں سولہ ہزار دوسو یہودی صرف منسک کے محلۂ یہود میں ایک دن میں قتل کئے گئے (۱۱۰) ۳۱۔ جنوری ۱۹۴۲ء کو دو لاکھ انتیس ہزار باون یہودی بالٹک کے علاقے میں مارے گئے (۱۱۱) ماہر اعداد و شمار ڈاکٹر رچرڈ کو دہر نے جو روئیداد ۲۳۔مارچ ۱۹۴۳ء کو پیش کی اس میں بتایا گیا کہ روس میں چھ لاکھ تینتیس ہزار تین سو یہودی قتل کئے گئے (۱۱۲)

۱۹۴۰ء میں پولینڈ کے شہر وارسا میں چار لاکھ یہودیوں کو ڈھائی میل لمبے اور ایک میل چوڑے مقام میں بند کردیا گیا اس مقام پر صرف ایک لاکھ ساٹھ ہزار افراد رہ سکتے تھے۔ انہیں بہت کم خوراک ملتی تھی۔ بہت سارے مارے گئے۔ باقی کو اکتوبر ۱۹۴۲ء میں ٹرے ملنکا کے کیمپ میں لے جایا گیا جہاں زہریلی گیس دے کر مار دیا گیا (۱۱۳)

لیتھونیا میں ایک لاکھ چھتیس ہزار چار سو اکیس یہودی قتل کئے گئے (۱۱۴) ہنگری میں ۱۹۴۴ء کے موسم گرما میں تین لاکھ یہودی قتل کئے گئے (۱۱۵)

جو علاقے ہٹلر کی فوجوں نے فتح کئے ان کے اندر ۱۹۳۹ء تک ایک کروڑ یہودی آباد تھے۔ تقریباً نصف یہودی جرمنوں کے ہاتھوں مارے گئے(۱۱۶)لاکھوں یہودی بھوکے رکھ کر دانستہ موت کی گھاٹ اتار دیئے گئے اور اس خیال سے کہ ان کا کوئی نشان باقی نہ رہے ان کے ڈھانچے جلا دیے گئے(۱۱۷)

نازیوں نے جب یہ دیکھا کہ گولیوں سے یہودیوں کو مارنے میں ان کا اسلحہ ضائع ہو رہا ہے تو انہوں نے اس مقصد کیلئے زہریلی گیس کے بڑے بڑے کیپسول تیار کئے۔ یہودی مردوں اور عورتوں کو برہنہ کر کے ان کیپسولوں میں داخل کر دیا جاتا۔ انہیں کہا جاتا کہ ان کے جسموں کو جراثیم سے پاک کرنے کیلئے خصوصی غسل کی ضرورت ہے۔ غسل صحت کے یہ حمام دراصل زہریلی گیس کے کیپسول ہوتے جس میں وہ صحت حاصل کرنے کی بجائے موت کی وادی میں چلے جاتے تھے۔

اسرائیل نامی ریاست قائم ہونے سے قبل یہودیوں کو دنیا میں کہیں بھی ایک مستقل ٹھکانا نصیب نہ تھا۔ ان پر ذلت اور مسکنت طاری کر دی گئی تھی۔ انہیں اگر کہیں عارضی سکون ملا بھی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ کہیں انہیں مسلم ریاست نے پناہ دے دی یا وہ غیر مسلم ریاستوں کی شہ پر کہیں زور پکڑ گئے۔ قرآن مجید یہودیوں کے بارے میں کہتا ہے:

ضربت علیهم الذلة این ماثقفوا الا بحبل من اللّٰہ و حبل من الناس(۱۱۸)

یہ جہاں بھی پائے گئے ان پر ذلت کی مار ہی پڑی۔ کہیں اللہ کے ذمہ یا انسانوں کے ذمہ میں پناہ مل گئی تو یہ اور بات ہے۔

آج بھی جو یہودی ریاست اسرائیل کے نام سے قائم ہے۔ وہ امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے دم سے ہے۔ اگر ان ممالک کی پشت پناہی اسرائیل کو حاصل نہ ہو تو وہ اپنے موجودہ وجود کو برقرار نہیں رکھ سکے گا۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران یہودیوں اور برطانویوں کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہوا تھا جس میں جنگ کے دوران جرمنی کے خلاف یہودیوں کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ حکومت برطانیہ نے بالفور کا اعلان جاری کیا جس میں صیہونی مقاصد کی حمایت کا وعدہ کیا گیا تھا اور فلسطین میں ان کے قومی وطن کے قیام کے لئے سہولتیں بہم پہنچانے کا عہد کیا گیا۔ یہود نے اعلان بالفور کا خیر مقدم کیا۔ امریکہ کو برطانیہ کی حمایت پر اکسا کر میدان

جنگ میں دھکیل دیا۔ ترکی اور جرمنی کے فوجی راز اتحادیوں تک پہنچائے یہودی رہنما ڈاکٹر ویزمین نے بارود میں ایک کیمیاوی عنصر دریافت کرکے انگریزوں کے حوالے کیا (۱۹۱۶)
۱۵ / مئی ۱۹۴۸ء کی رات کو برطانیہ اور امریکہ کی پشت پناہی سے فلسطین کی سرزمین پر ایک صیہونی ریاست اسرائیل کا قیام عمل میں آگیا۔

اسرائیل کو تو مصر ہی مکمل طور پر روند دینے لگا تھا جب ۱۹۵۶ء میں نہر سویز کے مسئلہ پر مصر اسرائیل جنگ چھڑی۔ لیکن امریکہ، برطانیہ اور فرانس کی اتحادی فوجوں نے اسرائیل کی حمایت میں مصر پر بھر پور حملہ کردیا۔ اکیلا مصر اتحادی فوجوں کا مقابلہ نہ کرسکا اور پسپائی پر مجبور ہوگیا۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے اسرائیل کو بچالیا۔ اسرائیل آج بھی انہی ممالک کی عارضی پناہ میں ہے۔ دنیا میں ان کی تعداد ہمیشہ قلیل رہی اس کے باوجود انہیں جس قدر قتل کیا جاتا رہا یہ اتنا ہی قائم رہے۔ اپنی نسل بڑھاتے رہے۔ ماضی میں جتنے زیادہ یہودی قتل ہوئے ہیں شائد جانور اتنے قتل نہ ہوئے ہوں۔ اس کے باوجود یہودی آج بھی موجود ہیں۔ شائد اللہ تعالی ان کو قیامت تک کیلئے عبرت کا نشان بنا کر زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ تاکہ آنے والی نسلیں صرف تاریخ کی کتابوں کو پڑھ کر ہی انبیاء کی توھین کرنے والوں پر عذاب الہی کی مختلف شکلوں سے آگاہ نہ ہوں بلکہ ان کو دیکھ کر جان لیں کہ یہ ہے وہ قوم جس نے اللہ کے نبیوں کو قتل کیا اور ان پر طرح طرح کے الزامات لگا کر انہیں ستایا تھا۔

## قدیم عراق میں توھین مذہب کی سزا - زندہ جلادینا

قدیم عراق میں عہد نمرود کے وقت مذہب، دیوتاؤں اور بتوں کی توھین کرنے والے کو سزا کے طور پر آگ میں زندہ جلادیا جاتا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کے عہد میں اللہ کے نبی مبعوث ہوئے تھے۔ نبیوں کا منصبی فریضہ یہی رہا ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کے سوا ہر قسم کے معبودوں کی پوجا سے روکنے اور صرف اللہ کی عبادت کرنے کی تلقین کرتے رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے زمانے کے لوگوں کو ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا سے روکا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بتوں اور دیوتاؤں کی توھین اور باپ دادا کی مخالفت کا الزام لگایا۔ عوام نے اپنے بادشاہ نمرود سے مطالبہ کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں زندہ

جلادیا جائے تا کہ ان کے خدا محفوظ رہ سکیں۔لہذا عوام کے متفقہ مطالبہ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کئی روز سے دہکائی گئی آگ میں پھینک دیا گیا۔اس واقعہ کا تذکرہ قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے:

قالوا حرقوه وانصروا الهتكم ان كنتم فاعلين(۱۲۰)

انہوں نے کہا: جلاڈالواور حمایت کرو۔اپنے خداؤں کی اگر تمہیں کچھ کرنا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بتوں کی توھین کے الزام میں عوام کا اپنے بادشاہ نمرود سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں زندہ جلا دینے کامطالبہ ملکی سطح پر ایک بہت بڑا واقعہ تھا۔اس دور کے بارے میں ایسے شواہد بھی ملتے ہیں کہ اگر کہیں چھوٹی سطح پر کسی گھر میں بھی بتوں کی توھین کاواقعہ رونما ہوتا تو اس توھین کے مرتکب شخص کومار دیا جاتا تھا۔قرآن مجید میں ہے کہ آزر نے اپنے بیٹے سے کہا:

یاابراهیم لئن لم تنتہ لارجمنک واهجرنی ملیا(۱۲۱)

اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا۔بس تو ہمیشہ کیلئے مجھ سے الگ ہوجا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو توھین الہ کے "جرم" میں سزا کے مطالبہ میں عوامی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس زمانے میں اگر کوئی عورت بیمار پڑجاتی تو وہ یہ نذرمانتی کہ اگر اسے شفا ہوجائے تو وہ ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کیلئے لکڑیاں اکٹھی کر کے لائے گی۔(۱۲۲)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو توھین الہہ کے "جرم" کی سزا دینے کیلئے زمین میں بہت بڑا گہرا گڑھا کھودا گیا جس میں لکڑیوں کا انبار لگا کر آگ لگائی گئی۔روئے زمین پر اتنی بڑی آگ کبھی نہیں دیکھی گئی۔جب آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے اور اس کے پاس جانا مشکل ہوگیا تو حکمران گھبرائے کہ ابراہیم کو آگ میں کیسے پھینکا جائے۔ آخر ایک کردی فارسی کے مشورے سے جس کا نام ہیزن تھا،ایک منجنیق تیار کرائی گئی تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں بیٹھا کر آگ میں پھینک دیا جائے۔بیان کیا جاتا ہے ہیزن کو اللہ تعالی نے اسی وقت زمین میں دھنسا دیا تھا(۱۲۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلائے جانے کا تماشا دیکھنے کیلئے وقت کا بادشاہ بھی بنفس نفیس موجود تھا۔جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو آگ میں سے ایک چنگاری

اڑتی ہوئی آئی اور بادشاہ کے انگوٹھے پر گر گئی اس کا انگوٹھا اس طرح جل اٹھا جیسے روئی جلتی ہے(۱۲۴)

## قدیم مدائن میں توھین مذہب کی سزا- سنگساری

حضرت شعیب علیہ السلام مدین یا مدائن کے علاقے میں پیغمبر مبعوث ہوئے تھے۔ آپ نے اہل مدائن کو شرک سے باز رہنے کی تلقین کی۔ انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام پر اپنے بتوں اور معبودوں کی توھین اور باپ دادا کے دین کی مخالفت کا الزام لگایا اور سنگسار کر دینے کی دھمکی دی۔ قوم کے سرداروں نے ان سے کہا:

قالوایاشعیب اصلوتک تامرک ان نترک مایعبدآباؤنااوان نفعل فی اموالنامانشاء .انک لانت الحلیم الرشید(۱۲۵)

انہوں نے کہا اے شعیب کیا تیری نماز تجھے یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان سارے معبودوں کو چھوڑدیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ یا یہ کہ ہم کو اپنے مال اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنے کا اختیار نہ ہو۔ بس تو ہی تو ایک عالی ظرف اور پاکباز آدمی رہ گیا ہے۔

ان سرداروں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو سنگسار کرنے کی دھمکی دیتے ہوئے کہا:

ولولارھطک لرجمناک(۱۲٦)

اگر تیری برادری کا لحاظ نہ ہوتا تو ہم تجھے کبھی کا سنگسار کر چکے ہوتے۔

## قدیم مصر میں شاہی فرد کی توھین پر سزا- قید

قدیم مصر میں شاہی خاندان کے کسی فرد کی توھین کرنے کی سزا قید یا دردناک عذاب تھا۔

تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح جب مصر تہذیب و تمدن میں اپنے زمانے میں عروج پر تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام بچپن میں ایک غلام کی حیثیت سے کنعان سے مصر لائے گئے تھے۔ شاہی افواج کے ایک افسر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید لیا۔ جب آپ جوان ہوئے تو عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کے مردانہ حسن و جمال پر نثار ہونے لگی۔ اس عورت نے آپ کو دعوت گناہ دی۔ ناکامی ملنے پر اس نے آپ کا پیچھا کیا۔ سامنے ایک دروازہ بند تھا۔ بند دروازے کے کھلنے پر سامنے عزیز مصر اور اس عورت کا چچازاد بھائی کھڑے تھے۔ عورت نے اپنا گناہ چھپانے کیلئے فوراً حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگا دیا اور کہا کہ یہ شاہی

خاندان کے ایک فرد کے ساتھ ارادہ بد رکھتے ہیں لہذا اس جرم میں انہیں قید کی سزا یا دردناک عذاب دیا جائے۔ قرآن مجید نے اس عورت کے الزامی بیان کو یوں ذکر کیا ہے:

قالت ماجزاء من اراد باهلک سوء الا ان یسجن اوعذاب الیم(۱۲۷)

عزیز کی بیوی نے کہا کوئی سزا نہیں ہے اس شخص کی جو تیری گھروالی پر نیت خراب کرے سوائے اس کے کہ وہ قید کیا جائے یا اسے سخت عذاب دیا جائے۔

## قدیم یونان میں توھین مذہب کی سزا-موت

ماضی بعید میں انمٹ نقوش چھوڑنے والے معاشروں اور تہذیبوں میں ایک قدیم یونان ہے۔ جمہوری ریاستوں کا آغاز قدیم یونان سے ہوتا ہے۔ یونان کے باشندوں نے اپنے لئے قانون کے میدان کو اختیار کیا اور اس میں مہارت و عروج حاصل کیا۔ یونانی تہذیب کے اپنے قدیم عقائد ورسوم تھے جن کے ساتھ وہ بہت وابستگی اور تعصب اپناتے تھے۔

اسی قدیم یونان میں ایک عظیم فلاسفر سقراط ۴۶۹ یا ۴۷۰ قبل مسیح یونان کے شہر ایتھنز کے قریب پیدا ہوا۔ وہ کائنات کی برتر طاقت ایک خدا پر ایمان رکھتا تھا۔اس نے معاشرے کے روایتی عقائد واخلاقیات پر تنقید کی۔ سقراط نے جہاں اپنے افکار اور نظریات سے اپنے عہد کی نوجوان نسل کو متاثر کیا وہیں اس کے بہت سے دشمن بھی پیدا ہوگئے۔ جنہوں نے اسے ۳۹۹ قبل مسیح میں ایتھنز کے منصفوں کی عدالت میں لاکھڑا کیا۔ اس پر دیوتاؤں کے انکار اور نوجوانوں کے اخلاق بگاڑنے اور ان کو گمراہ کرنے کا الزام لگایا گیا۔ الزام ثابت ہوجانے پر اسے موت کی سزا سنائی گئی۔

یونان کے تعزیری قانون میں یہ تھا کہ مجرموں کو موت کی سزا کیلئے زہر کا پیالہ پلادیا جائے۔ سقراط کو بھی بطور سزا زہر کا پیالہ پلادیا گیا(۱۲۸)اس طرح اہل یونان نے اپنے نوجوانوں کے اخلاق تباہ ہونے، اپنے عقائد اور اپنے معاشرتی رواجات واخلاقیات کی سقراط کے ہاتھوں مزید" توھین "ہونے سے بچالیا۔

## قدیم ایران میں توھین مذہب کی سزا

تیسری صدی عیسوی کے آخری دور میں ایران پر بادشاہ بہرام اول(۲۷۲ تا۲۷۵ء) کی حکمرانی تھی۔ اس کے عہد حکومت میں مانی کو مذہبی عقائد کی توھین کرنے کے

جرم میں قتل کردیا گیا تھا۔ بہرام کے حکم سے مانی کی کھال کھینچ کر اس کی کھال میں بھس بھر کر اسے جندی شاہ پور کے دروازے پر لٹکادیا گیا۔ جس کی نسبت سے یہ اب تک دروازہ مانی کے نام سے مشہور ہے۔ بہرام کے حکم سے مانی کے بارہ ہزار پیروؤں کو بھی قتل کردیا گیا(۱۲۹

ایران کے ایک اور حکمران شاہ پور اعظم(۳۰۹ءتا۳۰۷ء)کے دور میں بہت سے عیسائی پادریوں کو قتل کردیا گیا اور انہیں طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ ان پادریوں کا یہ جرم تھا کہ وہ علی الاعلان زرتشت کی تعلیمات کو برا کہتے تھے(۱۳۰)

## یہودی مذہب میں توھین کی سزا

اسلامی آثار اور بائبل کی شہادتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ قبل مسیح میں یہودیوں کے ہاں مختلف مذہبی معاملات میں توھین پر سزائیں دی جاتی تھیں۔ خدا، رسول اور رسالت، یوم سبت، مذہبی عقائد وشعائر اور عدالت کی توھین کے مرتکبین کو مختلف سزائیں یہاں تک کہ موت کی سزائیں دی جاتی تھیں اور سنگسار کیا جاتا تھا(۱۳۱)

**یہودی احکامات سے انکار کی سزاموت:** بائبل کے مطابق خداوند نے حضرت موسی علیہ السلام کو جو احکام دیے ان میں سے ایک یہ تھا:

"اور جو کوئی خداوند کو چھوڑ کر کسی اور معبود کے آگے قربانی چڑھائے وہ بالکل نابود کردیا جائے(۱۳۲)

**خدا کی توھین کی سزاموت:** یہودیت میں خدا کی توھین پر بھی سزائے موت کا قانون ہے۔ بائبل کی کتاب گنتی میں ہے:

"اور خدا نے موسی علیہ السلام سے کہا یہ لوگ کب تک میری توھین کرتے رہیں گے(۱۳۳)

کتاب احبار میں ہے:

"اور تو نبی اسرائیل سے کہہ دے کہ جو کوئی اپنے خدا پر لعنت کرے گا اس کا گناہ اسی کے سر لگے گا اور جو خداوند کے نام پر کفر بکے گا ضرور جان سے مار دیا جائے گا(۱۳۴)

یہودیوں نے حضرت عیسی علیہ السلام پر(نعوذ باللہ)خدا کی توھین اور کفر کا الزام لگا کر ان کے قتل کا مطالبہ کیا۔ متی کی انجیل میں لکھا ہے:

"سردار کاہن نے اس سے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں۔ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح

ہے تو ہم سے کہہ دے۔ یسوع نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھےاور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔ اس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اس نے کفر بکا ہے۔ اب ہم کو گواہوں کی کیا حاجت رہی۔ دیکھو تم نے ابھی یہ کفر سنا ہے تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے جواب دیا وہ قتل کے لائق ہے(۱۳۵)

مرقس کی انجیل میں بھی ایسا ہی بیان ہے(۱۳۶)

یوحنا میں ہے:

"یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب سے نہیں بلکہ کفر کے سبب سے تجھے سنگسار کرتے ہیں اور اس لئے کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا کہتا ہے"(۱۳۷)

یہودیوں نے پیلاطس بادشاہ سے حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل کا مطالبہ کرتے ہوئے جو کہا وہ یہ تھا:

"ہم اہل شریعت ہیں اور شریعت میں اور شریعت کے موافق وہ قتل کے لائق ہے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا بنایا ہے"(۱۳۸)

## توھین رسول کے مرتکب کو حضرت موسی علیہ السلام کی بددعا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب قارون کو حضرت موسی علیہ السلام کی نصیحت ناگوار گزری تو ایک دن اس نے پیشہ ور عورت کو کچھ پیسے دے کر اس پر آمادہ کرلیا کہ جس وقت حضرت موسی علیہ السلام نصیحت میں مصروف ہوں تو اس وقت ان پر الزام لگانا کہ یہ شخص مجھ سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ دوسرے دن جب حضرت موسی علیہ السلام وعظ فرمارہے تھے تو اس عورت نے حضرت موسی علیہ السلام پر الزام لگایا۔ حضرت موسی علیہ السلام یہ سن کر سجدے میں گر پڑے اور پھر سر اٹھا کر اس عورت کی جانب مخاطب ہوئے کہ تو نے جو کچھ ابھی کہا تھا خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتی ہے کہ یہ سچ ہے؟ یہ سن کر اس عورت پر رعشہ طاری ہوگیا۔ بخدا سچ بات ہے کہ قارون نے مجھ کو روپیہ دے کر اس الزام پر آمادہ کیا تھا ورنہ تو آپ اس سے بری اور پاک ہیں۔ تب حضرت موسی علیہ السلام نے قارون کیلئے بددعا کی اور وہ خدا کے حکم سے مع سازوسامان زمین میں دھنسا دیا گیا(۱۳۹)

## توھین رسالت کے مرتکب کو سنگسار کرنا:

یہودیوں نے مسیحت کے ایک مبلغ ستفنس پر حضرت موسی علیہ السلام کی توھین کا الزام لگایا اور اس جرم کی پاداش میں ستفنس کو سرعام سنگسار کردیا۔ بائبل کی کتاب "رسولوں کے اعمال "میں یہ واقعہ یوں درج ہے:

"اس پر انہوں نے آدمیوں کو سکھا کر کہلوادیا کہ ہم نے اس کو موسی اور خدا کے خلاف کفر کی باتیں کرتے سنا۔ پھر وہ عوام اور بزرگوں اور فقیہوں کو ابھار کر اس پر چڑھ گئے اور پکڑ کر صدر عدالت میں لے گئے اور گواہ کھڑے کئے جنہوں نے کہا کہ یہ شخص اس پاک مقام اور شریعت کے برخلاف بولنے سے باز نہیں آتا"(۱۴۰)

"---اور شہر سے باہر نکال کر اس کو سنگسار کرنے لگے اور گواہوں نے اپنے کپڑے ساؤل نام ایک جوان کے پاؤں کے پاس رکھ دیئے۔ پس یہ ستفنس کو سنگسار کرتے رہے اور وہ یہ کہہ کر دعا کرتا رہا کہ اے خداوند یسوع! میری روح کو قبول کر"(۱۴۱)

## یہودیت کی مخالفت اور ہیکل کی توھین پر سزائے موت:

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک اور حواری پولس کو بھی مذہب اور شریعت کی خلاف ورزی کرنے پر قتل کردینے کا مطالبہ کیا۔ اس پر یہ الزام تھا کہ وہ لوگوں کو یہودی مذہب کے خلاف تعلیم دیتا ہے۔اور اس نے ہیکل کی توھین کی ہے۔

"جب وہ سات دن پورے ہونے کو تھے تو آسیہ کے یہودیوں نے اسے ہیکل میں دیکھ کر سب لوگوں میں ہلچل مچائی اور یوں چلا کر اسے پکڑلیا کہ اے اسرائیلیو! مدد کرو یہ وہی آدمی ہے جو ہر جگہ سب آدمیوں کو امت اور شریعت اور اس مقام کے خلاف تعلیم دیتا ہے بلکہ اس نے یونانیوں کو بھی ہیکل میں لاکر اس مقام کو ناپاک کیا ہے۔--اور تمام شہر میں ہلچل پڑگئی اور لوگ دوڑ کر جمع ہوئے اور پولس کو پکڑ کر ہیکل سے باہر گھسیٹ کر لے گئے اور فوراً دروازے بند کردیئے۔--اس پر پلٹن کے سردار نے آکر اسے گرفتار کرلیا۔-وہ اس بات تک تو اس کی سنتے رہے پھر بلند آواز سے چلائے کہ ایسے شخص کو زمین پر فنا کردے اس کا زندہ رہنا مناسب نہیں(۱۴۲)

## یوم سبت کی توھین کی سزا- قتل:

یہودیوں میں سبت یعنی ہفتہ کا دن مقدس اور محترم ہے۔ اگر کوئی شخص اس روز کی بے حرمتی کرے تو اس کی سزا قتل ہے۔

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دینے کا جو مطالبہ کیا تھا اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام لگایا تھا کہ انہوں نے سبت کے حکم کو توڑا ہے۔

یوحنا کی انجیل میں ہے:

"اس سبب سے یہودی اور بھی زیادہ اسے قتل کرنے کی کوشش کرنے لگے کہ وہ نہ فقط سبت کا حکم توڑتا ہے بلکہ خدا کو خاص اپنا باپ کہہ کر اپنے آپ کو خدا کے برابر بنا دیتا تھا" (۱۴۳)

"خروج" میں توھین سبت کی سزا کے بارے میں لکھا ہے:

"پس تم سبت کو ماننا اس لئے کہ وہ تمہارے لئے مقدس ہے جو کوئی اس کی بے حرمتی کرے وہ ضرور مار ڈالا جائے جو اس میں کچھ کام کرے وہ اپنی قوم سے کاٹ ڈالا جائے۔ (۱۴۴)

"لیکن ساتواں دن تمہارے لئے روز مقدس یعنی خداوند کے آرام کا سبت ہو۔ جو کوئی اس میں کچھ کام کرے وہ ضرور مار ڈالا جائے" (۱۴۵)

## توھین عدالت کی سزا- موت:

بائبل کی عہد نامہ قدیم میں شامل کتاب "استثناء" یہ بتاتی ہے کہ بنی اسرائیل میں اس شخص کو بھی موت کی سزا دی جاتی تھی جو مذہبی کاہن کی بات نہیں مانتا تھا یا عدالت کے جج کا فیصلہ ماننے سے انکار کر دیتا تھا۔

"اگر کوئی شخص گستاخی سے پیش آئے کہ اس کاہن کی بات جو خداوند تیرے خدا کے حضور خدمت کیلئے کھڑا رہتا ہے یا اس قاضی کا کہنا نہ سنے تو وہ شخص مار ڈالا جائے اور تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دور کر دینا اور سب لوگ سن کر ڈر جائیں گے اور پھر گستاخی سے پیش نہیں آئیں گے (۱۴۶)

## یہودی مذہب کے مخالفین کا قتل عام:

بائبل کی تفصیلات میں یہ واقعہ بھی موجود ہے کہ بادشاہ داؤد کے عہد میں جب بنی عمون کو شکست ہوگئی تو بادشاہ داؤد نے ان کا قتل عام کروادیا۔

"اوراس نے ان لوگوں (یعنی ہارے ہوئے بنی عمون) کوجو اس میں تھے باہر نکال کران کو آروں اور لوہے کے سینگوں اور لوہے کے کلہاڑوں کے نیچے کردیا۔ اوران کو اینٹوں کے ایزادے سے جلوادیا(۱۴۷)

## مسیحت میں توہین کی سزا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب جتنی تعلیمات انجیل میں درج ہیں وہ زیادہ تر وعظ ونصیحت پر مبنی ہیں۔ آپ پر کوئی شریعت نازل نہیں ہوئی تھی۔ بحیثیت نبی آپ کی حیات مبارکہ بھی تھوڑی تھی۔ عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق جب آپ کو مصلوب کیا گیا اور مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمانوں کی طرف بسلامت اٹھالیا تو اس وقت بروایت ابن کثیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر صرف ۳۳ برس تھی (۱۴۸) اس لئے مسیحی مذہب میں خدا رسول اور مذہب وغیرہ کی توھین کی سزاؤں کے بارے میں زیادہ نہیں ملتا۔ البتہ اناجیل اربعہ کی کچھ عبارتوں سے حبّ عیسیٰ، توھین مذہب اور ہتک عزت وغیرہ کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔

حبّ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں "متی" میں ہے:

"جو کوئی باپ یا ماں کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں اور جو کوئی بیٹے یا بیٹی کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں" (۱۴۹)

"میں پولس اپنے ہاتھ سے سلام لکھتا ہوں۔ جو کوئی خداوند کو عزیز نہیں رکھتا ملعون ہو۔ ہمارا خداوند آنے والا ہے" (۱۵۰)

مذہبی عقائد کی توھین کے بارے میں ہے:

"اور جو کوئی ابن آدم کے برخلاف کوئی بات کہے گا وہ تو اسے معاف کی جائے گی مگر جو کوئی روح القدس کے برخلاف کوئی بات کہے گا وہ اسے معاف نہ کی جائے گی۔ نہ اس عالم میں نہ آنے والے میں" (۱۵۱)

ھتک عزت کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب ایک قول "متی" کی انجیل میں درج ہے:

"لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہے گا وہ صدر عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو کوئی اس کو احمق کہے گا وہ آتش جہنم کا سزاوار ہوگا(۱۵۲)

## مسیحت کے خلاف لب کشائی کی سزا:

تیرہویں صدی عیسوی کے ایک پادری نے یہ اعلان کیا تھا کہ اگر کوئی یہودی مسیحت کے خلاف لب کشائی کرے تو سننے والے کا فرض ہے کہ وہ اپنی تلوار اس کے پیٹ میں وہاں تک بھونکے جہاں تک اس کی رسائی ممکن ہے۔(۱۵۳)

## اناجیل کی تقدیس نہ کرنے کی سزا:

اسقف اعظم کی "وٹیکن کونسل"منعقدہ ۱۸۷۰ء کی قرارداد جو" روح القدس" کے زیر اثر طے پائی میں یہ کہا گیا:

"عہد تملیق اور عہد جدید کی اناجیل خداوند کی لکھی ہوئی ہیں اور اسی حیثیت سے چرچ کے حوالے کی گئی ہیں۔ اس فیصلے کی رو سے کونسل نے فتویٰ صادر کیا کہ جو شخص ان کتابوں کی تقدیس یا الہامی ہونا تسلیم نہ کرے گا یا ان کے کسی حصے سے اختلاف کرے گا "کافر" کہلائے گا۔"(۱۵۴)

## مسیحت کے احکامات کی خلاف ورزی کی سزا:

مسیحت میں بہت سے مسیحی فرقے پائے جاتے ہیں اگر کسی فرقہ کا پیروکار مسیحت کے احکامات کی خلاف ورزی کرے تو اسے دائرہ مسیحت سے خارج کردیا جاتا ہے۔ مسیحی رسالہ "کاتھولک نقیب" لاہور رپورٹ دی کہ گوجرانوالہ کے چرچ حافظ آباد میں بارہ مسیحی پریسٹوں نے ایک مسیحی روفن جولیس کو دائرہ مسیحت سے خارج کردیا تھا کیونکہ ان کے مذہب کے مطابق کوئی مسیحی شادی شدہ عورت سے نکاح نہیں کرسکتا جبکہ روفن جولیس نے تین بچوں کی ماں سے نکاح کیا تھا(۱۵۵)

## قبل از اسلام عربوں کا مذہبی شعائر کی توھین کے خلاف رد عمل:

قبل از اسلام کے عربوں کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے مذہبی شعائر کی توھین کے خلاف بھرپور رد عمل کا مظاہرہ کرتے تھے۔

**یمن:** ۵۷۱ء کو پیغمبر اسلام ﷺ کی ولادت مبارک سے چالیس یا پچاس روز قبل کا واقعہ ہے کہ یمن کے حکمران "ابراہ" نے اپنے دارالحکومت صنعاء میں ایک بہت بڑا گرجا تعمیر کرایا تھا۔ جس کی تعمیر میں اس نے اہل یمن پر بہت مظالم کیے۔ لوگوں کو گرجا کی تعمیر کے کام پر زبردستی مامور کیا گیا۔ اس کی تعمیر پر بے تحاشا دولت صرف ہوئی۔ اس گرجا کی سجاوٹ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہاتھیوں کے دانت، آبنوس کی لکڑی اور سونے اور چاندی سے گرجا کے منبروں اور اس پر نصب کی گئی صلیبوں کو سجایا گیا تھا۔ ابراہ کی خواہش تھی کہ لوگ مکہ میں خانہ کعبہ کی زیارت کیلئے جانے کی بجائے صنعاء میں اس کے تعمیر کردہ گرجا کی زیارت کو ہر سال آیا کریں۔

صنعاء کے رہائشی ایک حجازی کو جب گرجا کی تعمیر میں ابراہ کی غرض وارادہ کا پتہ چلا تو اس نے غصہ میں ایک رات چپکے سے اس گرجا میں جا کر پاخانہ کردیا۔ ابراہ کو جب یہ پتہ چلا تو وہ گرجا کی بے حرمتی اور توھین پر غصہ سے پاگل ہوگیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ حجاز میں موجود خانہ کعبہ کو مسمار کردے گا۔ اس نے گرجا کی بے حرمتی کا بدلہ خانہ کعبہ کو ختم کر کے لینے کا فیصلہ کرلیا۔ ہاتھیوں سے لیس یمنی افواج کا لشکر ابراہ کی قیادت میں مکہ کی طرف روانہ ہوگیا اور خانہ کعبہ پر چڑھ دوڑا۔ لیکن اللہ تعالی کی طرف سے بھیجی گئی ننھی ننھی ابابیلوں نے دیوہیکل ہاتھیوں اور فوج کے سورماؤں کو ابراہ سمیت کھائے ہوئے بھس کی مانند کردیا۔

**حجاز:** سرزمین حجاز کے عرب بھی اپنی مذہبی عبادت گاہوں اور دیگر مذہبی شعائر کی توھین برداشت نہ کرتے تھے۔ وہ خانہ کعبہ کو ایک مقدس اور محترم جگہ سمجھتے تھے۔ عرب قبائل خانہ کعبہ کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ کعبہ کے متولی کو عرب معاشرہ میں عزت کا مقام حاصل تھا۔

ان عربوں کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ انہوں نے خانہ کعبہ کی توھین کے مرتکب ایک شخص کو اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر کو سنگسار کیا تھا۔

ابراہ جب اپنے لاؤ لشکر سمیت خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کیلئے مکہ کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا تو راستے میں طائف کے حکمران نے اس کی رہنمائی کیلئے ایک شخص ابورغال کو اس کے ہمراہ بھیج دیا۔ مگر ابورغال وادی مغمس پہنچ کر مر گیا۔ عرب والے زمانہ جاہلیت میں اس کی قبر کو سنگسار کیا کرتے تھے۔ اس کے اس جرم کی بنا پر کہ وہ خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کی غرض سے آنے والے ابراہ کا راہنما بنا تھا(۱۵۶)

## مکہ کے عربوں میں توھین مذہب و معبود کی سزا-موت:

خاتم النبیین حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے اذن الہی سے جب مکہ میں اعلان نبوت کیا تو اس وقت عربوں میں جو مذہبی گروہ موجود تھے ان میں مشرکین اصنام کے پجاری عیسائی، یہودی، مجوسی، مظاہر پرست اور ملحد وغیرہ شامل تھے۔ دین ابراہیمی کی اصل شکل مسخ کردی گئی تھی۔ چند افراد ایسے بھی تھے جو دین ابراہیمی کا تھوڑا بہت حقیقی تصور رکھتے تھے۔ لیکن ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی تھی۔

نبی اکرم ﷺ نے جب اسلام کی تعلیمات لوگوں کو بتانا شروع کیں تو عربوں کی طرف سے زبردست متوقع مخالفت کا مظاہرہ ہوا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو اپنے اباء اجداد کے عقائد پر براہ راست حملہ اور اپنے بتوں کے معبودوں کی توھیں سمجھا۔ کیونکہ اسلام سب سے پہلے ان تمام معبودوں کی نفی کرتا ہے جو انسانوں نے اللہ کی بجائے پتھر کے بتوں، درختوں اور قبروں وغیرہ کی شکل میں بنائے ہوتے ہیں۔

اہل عرب اپنے اباء اجداد کے عقائد و رسوم اور اپنے خودساختہ بے منفعت و بے ضرر معبودوں کے بارے میں اتنے متعصب تھے کہ انہوں نے ان کی مخالفت پر پیغمبر اسلام اور پیروان پیغمبر ﷺ کو ہر قسم کی ایذا پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

قبیلہ قریش کے سر کردہ لوگوں پر مشتمل ایک وفد نبی اکرم ﷺ کے چچا ابوطالب کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ وہ اپنے بھتیجے کو منع کریں کہ وہ ہمارے خداؤں کو گالیاں نہ دے(۱۵۷)

انہوں نے کہا:

یااباطالب ان ابن اخیک قد سب الھتناوعاب دیننا وسفه احلامنا وضلل

**منا. وضلل اباءنا.. وانا واللہلانصبرعلی هذا من شتم آباءنا وتسفیه احلامنا وعیب آلهتنا"(۱۵۸)**

اے ابوطالب! تمہارے بھتیجے نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دی ہیں اور ہمارے دین کے عیب بیان کیے ہیں اور ہمیں بے وقوف کہا ہے۔ اور ہمارے اجداد کو گمراہ کہا ہے۔ اور ہم اپنے آباء اجداد کو گالی دینے اور اپنے عقلمندوں کو بےوقوف کہنے اور اپنے معبودوں کی عیب جوئی پر صبر سے نہیں بیٹھیں گے۔

شروع شروع میں کفارمکہ ابوطالب کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کو کسی قسم کا جانی نقصان پہنچانے سے باز رہے تھے۔ لیکن آپ ﷺ کے پیروکاروں میں سے جس پر بھی ان کا بس چلتا اسے سخت اذیتیں دیتے۔ مخالفت کے ایک مرحلہ پر قبیلہ قریش کے سرداروں نے ابوطالب کو یہ پیشکش کی کہ حضرت محمد ﷺ کو ان کے حوالے کردیا جائے تاکہ وہ انہیں قتل کردیں اور وہ بدلے کے طور پر عمارہ بن ولید نامی ایک خوبصورت و توانا نوجوان دینے کو، تیار تھے۔

**"یاابا طالب، هذا عماره ابن ولید، انه فتی فی قریش واجمله فخذه فلک عقله ونصره واتخذه ولدا فهولک واسلم الینا ابن اخیک هذا الذی قد خالف دینک ودین آبائک وفرق جماعة قومک وسفه احلامهم فقتله فانماهو رجل برجل"(۱۵۹)**

اے ابوطالب یہ عمارۃ ابن ولید ہے جو قبیلہ قریش کا سب سے زیادہ قومی اور جمیل نوجوان ہے تم اسے لے لو اس کی جان مال اور اس کی حمایت تمہارے لئے ہے۔ اس لڑکے کو لے لو یہ تمہارے لئے ہے اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کردو تاکہ ہم اسے قتل کردیں کیونکہ اس نے تمہارے اور تمہارے آباء اجداد کے دین کی مخالفت کی ہے تمہاری برادری کو تقسیم کردیا ہے اور تمہارے عقل مندوں کو بےوقوف کہا ہے۔ پس آدمی کے بدلے میں یہ ایک آدمی تمہیں دے رہے ہیں۔

حضرت ابوطالب کو اس پیشکش میں قریش مکہ کے سرداروں نے واضح طور پر اپنے ارادے کا اظہار کردیا تھا کہ ان کے نزدیک آباء اجداد کے مذہب اور معبودوں کی توھین کرنے والے کی سزا موت ہے۔ وہ اپنے آباء واجداد اور معبودوں کی توھین کے "مجرم" کو

گرفتار کرنے کے بعد اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اسے پوشیدہ نہیں رکھا بلکہ دوٹوک الفاظ میں کہا کہ وہ اسے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ان کا قانون ہے۔ اس قانون کی زد میں پیغمبر اسلام ﷺ بھی آئے۔

حضرت ابوطالب کو پیشکش کے اس واقعہ کے بعد ایک اور موقع پر مکہ کے سرداروں نے نبی اکرم ﷺ کو قتل کرنے کی پھر منصوبہ بندی کی ابوجہل نے ان سے مخاطب ہو کر کہا:

"اے گروہ قریش! محمد نے ہماری پیشکش کو ٹھکرادیا ہے۔ بلکہ تم دیکھتے ہو کہ ہمارے دین کی عیب چینی ہورہی ہے ہمارے آباء و اجداد اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیجارہی ہیں اور ہمارے عقلمندوں کو احمق ٹھہرایا جارہا ہے۔ اس لئے میں اللہ کے ساتھ عہد کرتاہوں کہ کل ایک بڑا پتھر جسے میں اٹھاسکا، لے کر بیٹھ جاؤں گا اور جب وہ (یعنی محمد ﷺ) نماز کیلئے سجدے میں ہوگا تو میں اس پتھر سے اس کا سر کچل دوں گا۔ پھر اس کے بعد بنو عبدالمناف جوچاہے کرلیں (۱۶۰)

معجزۂ خداوندی کے باعث ابوجہل اپنے اس ناپاک ارادے کو عملی جامہ پہنانے میں ناکام رہا تھا۔

قریش مکہ کے سرداروں نے نبی اکرم ﷺ کو دولت، حکمرانی و سرداری، بادشاہت اور علاج کیلئے روپیہ پیسہ دینے کی پیشکش کی تھی تاکہ آپ اپنے نبوی مشن کو ترک کردیں لیکن نبی اکرم ﷺ نے اس پیشکش کو ٹھکرادیا تھا۔

انفرادی سطح پر نبی اکرم ﷺ کو قتل کرنے کی کوششیں جب ناکام ہوگئیں تو قریش کے سرداروں نے دارالندوہ میں جو کہ ان کی مجلس مشاورت منعقد کرنے کا مقام تھا، ایک اجلاس منعقد کیا۔ ہر قبیلہ کے سردار اس اجلاس میں شریک تھے۔ مثلاً عتبہ، ابوسفیان، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث بن کلدہ، ابوالبختری، ابن ہشام، زمعۃ بن اسود بن مطلب، حکیم بن حزام، ابوجہل، نبیہ، ومنبہ اور امیہ بن خلف وغیرہ سب شریک تھے۔ لوگوں نے مختلف آراء پیش کیں۔ ایک نے کہا "محمد ﷺ کے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ڈال کر مکان میں بند کردیا جائے" دوسرے نے کہا "جلاوطن کردینا کافی ہے" ابوجہل نے کہا "ہر قبیلہ سے ایک شخص کاانتخاب ہو اور پورا مجمع ایک ساتھ مل کر تلواروں سے ان کا خاتمہ کردے۔ اس صورت میں ان کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور آل ہاشم تمام قبائل کا مقابلہ نہ کرسکیں گے۔

اس رائے پر اتفاق ہو گیا اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرلیا (۱۶۱)
اس طرح سرداران مکہ نے نبی اکرم ﷺ کے قتل کی ذمہ داری تمام قبیلوں پر ڈال دی۔ لیکن رات کو نبی اکرم ﷺ اللہ کے حکم سے اپنے گھر سے باہر نکلے۔ محاصرہ کرنے والوں کو اللہ تعالی کی قدرت نے نبی اکرم ﷺ سے غافل کردیا۔ آپ حملہ آوروں کو بے خبر سوتا چھوڑ کر گھر سے باہر نکل آئے اور اپنے قریبی دوست حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہمراہ سوئے مدینہ روانہ ہو گئے۔

(جاری ہے)

# حوالہ جات


١. سورة آل عمران: ٣١
٢. سورة النساء: ٦٥
٣. سورة الاحزاب: ٦
۴. ابن ماجه ، ابوعبدالله محمد يزيد. سنن ابن ماجه، لاہور. كتاب الايمان ج: ١ ص: ٥٣.
٥. قاضی عیاض ،ابوالفضل المتوفی ۵۴۴ھ. الشفاء بتعريف حقوق المصطفے :المكتبة التجارية ،مصر ج: ٢ ص: ١٩
٦. سورة التوبة: ٢۴
۷. ابن کثیر، حافظ عمادالدین سماعیل المتوفی ۷۷۴ھ تفسیر ابن کثیر (اردو) مکتبہ تعمیرانسانیت اردوبازار لاہور. ج: ۵ ص: ۱۷٦ الالوسی، ابوالفضل شہاب الدین السیدمحمود، المتوفی ١٢٧٠ھ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی. داراحیاء التراث العربی. بیروت، ج: ٢٦ ص: ١٣٣
٨. سورة الحجرات: ٢
٩. سورة الحجرات: ٣
١٠. قاضی عیاض ،الشفاء بتعريف حقوق المصطفے ج: ٢ ص: ۴٠
١١. قاضی عیاض ،الشفاء بتعريف حقوق المصطفے ج: ٢ ص: ٢١٣
١٢. سورة كهف: ١١٠
١٣. سورة النور: ٦٣
١۴. ابن حجر، احمدبن على العسقلانى، فتح البارى. دارالنشر الكتب الاسلاميه، شیش محل روڈ لاہور ج: ٦ ص: ۵۷۴
(١۴.١) ابن حجر، احمدبن على العسقلانى، فتح البارى. دارالنشر الكتب الاسلاميه، شیش محل روڈ لاہور ج: ٦ ص: ۵۷١
١۵. قاضی عیاض ،الشفاء بتعريف حقوق المصطفے ج: ٢ ص: ٢١٢
١٦. حواله بالاج: ٢ ص: ٢١٣
١۷. حواله بالاج: ٢ ص: ٢١٣
١٨. حواله بالاج: ٢ ص: ٢١٣ ،سنن ابوداؤد كتاب الاداب ج: ٣ ص: ۵٨٢
(١٨.١) ابن حجر، فتح البارى. ج: ٦ ص: ۵۷٣
(١٨.٢) حواله بالا ج: ٦ ص: ۵۷۴ .سنن ابوداؤد كتاب الاداب ج: ٣ ص: ۵٨٣

١٩. الدسوقی، محمدعرفه .حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر
عیسی البابی الحلبی وشرکاء ہ مصر. ج:۴ص:۳۱۱،۳۰۹
٢٠. قاضی عیاض ، الشفاء بتعریف حقوق المصطفےج:٢ص:٢١٧
٢١. الدسوقی،حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیرج:۴ص:۳۰۹
٢٢. قاضی عیاض ،الشفاء بتعریف حقوق المصطفےج:٢ص:٢۴٢
٢٣. حوالہ بالاج:٢ص:٢۴٢
٢۴. حوالہ بالاج:٢ص:٢۴٢
٢٥. محمد الخطیب الشربینی ، مغنی المحتاج. دارالفکرج:۴ص:١٣٥
٢٦. الخرشی علی مختصر سیدی خلیل. دار صادربیروت،ج:٨ص:٧٠
٢٧. حوالہ بالاج:٨ص:٧
٢٨. قاضی عیاض ،الشفاء بتعریف حقوق المصطفےج:٢ص:٢۴٧
٢٩. حوالہ بالاج:٢ص:٢۴٧
٣٠. ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن شیخ عبدالحلیم، المتوفی٧٢٨ھ الصارم المسلول علی شاتم الرسول. مجلس دائرة المعارف النظامیة حیدرآباد دکن ص:١٦٧
٣١. الخرشی علی مختصر سیدی خلیل. دار صادربیروت،ج:٨ص:٦۴
٣٢. قاضی عیاض ،الشفاء بتعریف حقوق المصطفےج:٢ص:٢٣٣
٣٣. الخرشی علی مختصرسیدی خلیل. دارصادر بیروت، ج:٨ ص:٦٥
٣۴. حوالہ بالاج:٢ص:٢۴٧
٣٥. قاضی عیاض ،الشفاء بتعریف حقوق المصطفےج:٢ص:٢٣٦
٣٦. حوالہ بالاج:٨ص:٧٠
٣٧. حوالہ بالاج:٢ص:٢٧١
٣٨۔ فتاوی عالمگیری، مترجم سید امیر علی، حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہورج:٣ص:٢٦٠۴
٣٩. ابن تیمیہ،الصارم المسلول علی شاتم الرسول. حیدرآباد دکنص:٢۴٣
۴٠. حاشیة الدسوقی. ج:۴ص:٣١٠
۴١. ابن تیمیہ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول. حیدرآباد دکنص:١٩٦
۴٢. سورة هود:٢٧
۴٣. سورة هود:٣٢
۴۴. سورة هود:٣٨
۴٥. سورة هود:۴٠
۴٦. سورة فصلت:١٥
۴٧. الاعراف:٦٦

۴٨. سورة هود:٥۴
۴٩. سورة المؤمنون:٣٨
٥٠. سورة المؤمنون:۴١
٥١. سورة الزاريات:۴١
٥٢. سورة القمر:١٩.١٨
٥٣. سورة الحاقة:٨.۷.٦
٥۴. سورة الحجر:٨٢
٥٥. الاعراف:۷٥
٥٦. سورة ص:٨
٥۷. سورة الحجر:٨۴.٨٣
٥٨. سورة هود:٦٨.٦۷
٥٩. الاعراف:٨٢
٦٠. سورة هود:٨٣.٨٢
٦١. سورة هود:٨۷
٦٢. سورة هود:٩١
٦٣. سورة الشعراء :١٨٩
٦۴. سعرة الاسراء/بنى اسرائيل:١٠١
٦٥. سورة الزخرف:٥٢
٦٦. سورة القصص:٣٨
٦۷. سورة الشعراء :٢٩
٦٨. سورة الزخرف:٥٥
٦٩- کتاب مقدس (یعنی پرانا ا[illegible] یا عہد نامہ) پاکستان بائبل سوسائٹی انار کلی لاہور۔ طبع سی ٹی پی ایس ہانگ کانگ۔ کتاب پیدائش باب ۹-۱-فقرات ۲۰ تا ۲۲
۷۰- کتاب المقدس۔ کتاب پیدائش۔ باب ۱۹ فقرات ۳۰ تا ۳۸
۷۱- بخاری، محمد بن اسماعیل۔ المتوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری۔ مترجم محمد عادل خان، محمد فاضل قریشی۔ المکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور۔ کتاب الغسل ج:۱ ص:۱۸۴
۷۲- محمد حفظ الرحمان سیوہاروی، مولانا، قصص القرآن۔ دارالاشاعت اردو بازار کراچی ج:۱ ص:۵۳۵
۷۳- الاعراف:۱۵۰
۷۴- مودودی سید ابوالاعلی، المتوفی ۱۹۷۹ء یہودیت و نصرانیت، اسلامک بک پبلیشرز کویت۔ طبع اول ۱۹۷۶ء ص:۱۰۶

۷۵- حوالہ بالاص:۱۰۶

۷۶- یوسف ظفر-یہودیت، جنگ پبلیشرز لاہور ۱۹۹۵ء ص:۹۸

۷۷- مودودی، یہودیت و نصرانیت-ص:۱۰۶

۷۸- کتاب المقدس ۲-سیموئیل-باب ۱۱-فقرات ۲تا۶، ۱۴، ۱۵

۷۹- حوالہ بالا، ۱-سلاطین-باب ۱-فقرات ۱تا۲

۸۰- یوسف ظفر-یہودیت، جنگ پبلیشرز لاہور ۱۹۹۵ء ص:۹۱

۸۱- مودودی سید ابوالاعلی، یہودیت و نصرانیت، (بحوالہ حوائش انسائیکلوپیڈیا ۱۱/۴۴۳/۴۴)ص:۲۱۲

۸۲- کتاب المقدس ۱-سلاطین-باب ۱۱-فقرات ۱، ۳، ۴

۸۳- یوسف ظفر-یہودیت-ص:۹۱

۸۴- محمد حفظ الرحمان سیوہاروی، قصص القرآن-دارالاشاعت اردو بازار کراچی ج:۲ص:۲۷۵

۸۵- حوالہ بالا(بحوالہ ابن عساکر کی کتاب ''المستقصی فی فضائل الاقصی)ج:۲ص:۲۷۱

۸۶- کتاب المقدس-یوحنا-باب ۱-فقرات ۱۹تا۲۵

۸۷- محمد حفظ الرحمان سیوہاروی، قصص القرآن-ج:۲ص:۲۷۲

۸۸- سورۃ النساء:۱۵۶

۸۹- سورۃ مریم:۲۷-۲۸

۹۰- ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر(اردو)ج:۱ص:۶۰۷

۹۱- کتاب المقدس-یوحنا-باب ۱۹-فقرات ۴تا۱۲

۹۲- کتاب المقدس-یوحنا-باب ۱۸-فقرات ۳۹، ۴۰

۹۳- کتاب المقدس-یوحنا-باب ۱۹-فقرات ۱۷-۱۸

(۹۳-۱) -سورہ البقرہ:۷۹

(۹۳-۲) سورہ آل عمران:۱۸۷

(۹۳-۳)- سورۃ بنی اسرائیل/الاسراء:۳

(۹۳-۴) سورۃ الانبیاء:۷۴

(۹۳-۵)- سورۃ الانبیاء:۷۵

(۹۳-۶)- سورۃ الصافات:۱۲۰

(۹۳-۷)- سورۃ الصافات:۱۲۲

(۹۳-۸)- سورۃ سبا:۱۰

(۹-۹۳)- سورۃ الانعام:۸۵
۱۰-۹۳)- سورۃ البقرۃ:۱۰۲
(۱۱-۹۳) -سورۃ النساء:۱۵۶
۹۴- سورۃ آل عمران:۲۱
۹۵- ابن کثیر- تفسیر ابن کثیر (اردو) ج:۱ ص:۴۱۳
۹۶- ابن کثیر- تفسیر ابن کثیر (اردو) ج:۱ ص:۴۱۴
۹۷- سورۃ آل عمران:۱۱۲
۹۸- سورۃ الفاتحۃ:۵-۷
۹۹- یوسف ظفر- یہودیت، جنگ پبلیشرز لاہور ۱۹۹۵ء ص:۴۷
۱۰۰- محمد حفظ الرحمان سیوہاروی، قصص القرآن -ج:۲ ص:۲۴۰
۱۰۱- محمد حفظ الرحمان سیوہاروی، قصص القرآن -ج:۳ ص:۹۹
۱۰۲- یوسف ظفر- یہودیت، جنگ پبلیشرز لاہور ۱۹۹۵ء ص:۱۱۴
۱۰۳- حوالہ بالا ص:۱۱۴
۱۰۴- محمد حفظ الرحمان سیوہاروی، قصص القرآن -ج:۳ ص:۱۱۱
۱۰۵- یوسف ظفر- یہودیت، ص:۱۲۱-۱۲۲
۱۰۶- ابوالحسن علی ندوی- انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، مجلس نشریات اسلام کراچی- ص:۷۴
۱۰۷- حوالہ بالا ص:۷۴
۱۰۸- یوسف ظفر- یہودیت، ص:۱۶۹-۱۷۱
۱۰۹- یوسف ظفر- یہودیت، ص:۱۸۲ تا ۱۸۶، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۲۳
۱۱۰- شائرر، ولیم ایل- ہٹلر کا عروج وزوال- مترجم غلام رسول مہر- شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور- ۱۹۶۹ء ج:۳ ص:۲۲۱
۱۱۱- حوالہ بالا ج:۳ ص:۲۲۱
۱۱۲- حوالہ بالا ج:۳ ص:۲۲۱
۱۱۳- حوالہ بالا ج:۳ ص:۲۳۷-۲۳۸
۱۱۴- حوالہ بالا ج:۳ ص:۲۲۱
۱۱۵- حوالہ بالا ج:۳ ص:۲۳۳
۱۱۶- حوالہ بالا ج:۳ ص:۲۴۱

۱۱۷۔ شائرر، ولیم ایل۔ ہٹلر کا عروج وزوال۔ مترجم غلام رسول مہر۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔ ۱۹۶۹ء ج:۳ص:۲۹۳

۱۱۸۔ سورۃ آل عمران:۱۱۲

۱۱۹۔ یوسف ظفر۔ یہودیت، ص:۲۴۰۔۲۴۹

۱۲۰۔ سورۃ الانبیاء:۶۸

۱۲۱۔ سورۃ مریم:۴۶

۱۲۲۔ ابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر (اردو) ج:۳ص:۴۳۰

۱۲۳۔ ابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر (اردو) ج:۳ص:۴۳۰

۱۲۴۔ ابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر (اردو) ج:۳ص:۴۳۱

۱۲۵۔ سورۃ ھود:۸۷

۱۲۶۔ سورۃ ھود:۹۱

۱۲۷۔ سورۃ یوسف:۲۵

.۱۲۸ (1)Twentieth century Encyclopaedia PublishingCompn
y Philadelphia 1905.vol.2P1023
(2)Encyclopaedia of Religion ,Macmillon Publishing Compny
New York 1987.Vol.2,P239

۱۲۹۔ مقبول بیگ بدخشانی۔ تاریخ ایران۔ مجلس ترقی ادب۔ ۲ کلب روڈ لاہور ۱۹۶۷ ج:۱ ص:۳۵۹

۱۳۰۔ حوالہ بالا ج:۱ ص:۳۷۹

.۱۳۱ The new Encyclopaedia of Britannica The Univresty of Chicago,15th Ed 1985.Vol.2,P276.

۱۳۲۔ کتاب المقدس۔ خروج۔ باب ۲۶۔ فقرہ ۱۱

۱۳۳۔ حوالہ بالا۔ گنتی۔ باب ۱۴۔ فقرہ ۱۱

۱۳۴۔ حوالہ بالا۔ احبار۔ باب ۲۴۔ فقرات ۱۵۔۱۶

۱۳۵۔ کتاب مقدس۔ متی باب ۲۶ فقرات ۶۳۔۶۸

۱۳۶۔ حوالہ بالا مرقس باب ۱۴۔ فقرات ۱۶ تا ۶۴

۱۳۷۔ حوالہ بالا۔ یوحنا۔ باب ۱۰ فقرہ ۳۳

۱۳۸۔ حوالہ بالا۔ یوحنا۔ باب ۱۹۔ فقرہ ۷

۱۳۹۔ محمد حفظ الرحمان سیوہاروی، قصص القرآن۔ ج:۱ ص:۵۳۶

۱۴۰۔ کتاب المقدس۔ اعمال۔ باب ۶۔ فقرات ۱۱ تا ۱۳

۱۴۱۔ کتاب المقدس۔ اعمال۔ باب ۷۔ فقرات ۵۸ تا ۵۹

۱۴۲۔ کتاب المقدس۔ اعمال۔ باب ۲۱۔ فقرات ۲۷ تا ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۳

۱۴۳ حوالہ بالا یوحنا- باب ۵ فقرہ ۱۸
۱۴۴- حوالہ بالا خروج- باب ۳۱- فقرہ ۱۴
۱۴۵- حوالہ بالا- خروج- باب ۳۵- فقرہ ۲
۱۴۶- حوالہ بالا- استثناء باب ۱۷ فقرات ۱۲-۱۳
۱۴۷- حوالہ بالا- سیموئیل باب ۱۲- فقرہ ۳۱
۱۴۸- محمد حفظ الرحمان سیوہاروی، قصص القرآن- ج:۴ ص:۱۵۴
۱۴۹- کتاب مقدس- متی باب ۱۰ فقرہ- ۳۷
۱۵۰- حوالہ بالا ۱- کرنتھیوں- باب ۱۶- فقرات ۱۲ تا ۲۲
۱۵۱- حوالہ بالا متی باب ۱۲- فقرہ ۳۲
۱۵۲- حوالہ بالا متی باب ۵ فقرہ ۲۲
۱۵۳- یوسف ظفر- یہودیت- ص: ۱۷۱
۱۵۴- یوسف ظفر- یہودیت- ص: ۱۰۲
۱۵۵- کاتھولک نقیب لاہور- شمارہ یکم تا پندرہ دسمبر ۱۹۹۴ء ص: ۲۰
۱۵۶- محمد حفظ الرحمان سیوہاروی، قصص القرآن- ج:۳ ص: ۳۵۱
۱۵۷- طبری، محمد بن جریر، المتوفی ۳۱۰ھ تاریخ طبری- مترجم سید محمد ابراہیم نفیس اکیڈمی کراچی- ۱۹۷۰ ج: ۱ ص: ۹۲
۱۵۸- ابن ھشام- المتوفی ۲۱۳ھ السیرۃ النبویۃ القسم اول ص: ۱۵۹
۱۵۹- حوالہ بالا ص: ۲۶۷
۱۶۰- ابن اسحاق، محمد بن یسار المتوفی ۱۵۱ھ سیرۃ ابن اسحاق مسماۃ بکتاب المبتداوالمبعث والمغازی. تحقیق و تعلیق ڈاکٹر حمید اللہ- ترجمہ نورالٰہی ایڈووکیٹ- شامل "نقوش سیرت نمبر" ادارہ فروغ اردو لاہور ۱۸۹۵ء ج: ۱۱ ص: ۲۱۱
۱۶۱- شبلی نعمانی- سیرۃ النبی ﷺ- مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور- ج ۱ ص: ۲۶۱